مراسلت

مولوی عبداللہ چکڑالوی کی قرآن کریم میں غلط فہمی

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی اشاعۃ القرآن مطبوعہ سنہ ۱۳۲۰ھ میں بجواب اشاعۃ السنہ صفحہ ۳ پر تحریر فرماتے ہیں بیشک میرا اعتقاد ہے کہ مردہ کو بدنی عبادت یا مالی صدقات وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ چکڑالوی صاحب نے اپنے زعم میں تفسیر القرآن بالقرآن ہی لکھی ہے اگر ان کو تفسیر القرآن بالقرآن کا علم ہوتا تو ایسی بڑی غلطی کے مرتکب نہ ہوتے۔ انھوں نے اس اعتقاد کا ثبوت قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات سے کیا ہے ساتھ ہی ترجمہ بھی اپنے مذاق کا کیا ہے (۱) اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

(۲) مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ

(۳) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔

(۴) لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔

چکڑالوی صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کو لکھتے ہیں۔ کاش کوئی ایک ہی آیت آپ نے انتفاع اموات از صدقات و عبادات وغیرہ پیش کی ہوتی پیچھے مولوی صاحب اگر مولوی محمد حسین نے کوئی آیت پیش نہیں کی تو ہم پیش کر دیتے ہیں۔ لہذا معروض ہے کہ انسان کے کلام میں اختلاف و تناقض کے پیدا ہونے کا احتمال ہے مگر قرآن کریم چونکہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اسلیے اس میں اختلاف و تناقض کا پیدا ہونا محال ہے۔ اگر آیات مذکورہ بالا جو مولوی صاحب نے برعدم انتفاع اموات از صدقات و عبادات وغیرہ پیش کی ہیں انسے یہ مراد لی جاوے کہ ایک انسان کو خواہ مردہ ہو یا زندہ اپنے عمل و کسب خیر و سعی کے سوا دوسرے انسان کے عمل خیر صدقہ۔ خیرات۔ دعا وغیرہ سے نفع یا بالفاظ دیگر راحت۔ آرام اجر۔ ثواب نہیں پہونچ سکتا تو قرآن کریم کی کئی اور آیات اور مشاہدات اور بعض ضروری مسلمات اسلام مولوی صاحب کے بیان بالا کے بالکل برعکس اور مخالف ہیں۔ اسی طرح المنار کے ایڈیٹر محمد رشید رضا ساکن بیروت ملک شام سے کسی نے سال گذشتہ میں یہی مسئلہ پوچھا ہے تو انہوں نے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کے منشا سے المنار میں یہ جواب شائع کیا کہ صرف والدین کو اولاد کی خیرات و صدقات و ادعیہ سے فائدہ یعنی ثواب پہونچ سکتا ہے کیونکہ اولاد والدین کی سعی میں ہی ہوتی ہے۔ اور باقی کسی کے صدقات و خیرات و ادعیہ سے کسیکو کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ اب ہم جبکہ قرآن کریم کی بیشمار آیات بینات اور مشاہدات و تجربات کو روز مرہ دیکھتے ہیں تو ان دونوں صاحبان مذکورہ بالا کا بیان بالکل غلط معلوم ہوتا ہے انھوں نے آیات مذکورہ بالا کے معانی سمجھنے میں دھوکا کھایا ہے اور سخت غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں جس اعتقاد سے اسلام کے بہت سے اہم اور مسلم مسائل و اعتقادات کی بیخکنی اور قرآن کریم کی آیات سے اعراض واجب آتا ہے نعوذ باللہ من هذه الهفوات والالزامات۔

(۱) سنو! قال اللہ تعالیٰ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ یعنی اے پیغمبر مومنوں کے لیے خدا سے مغفرت طلب کر بیشک خدا تعالیٰ بخشنہار اور مہربان ہے اور ان کے لیے دعا کر بیشک تیری دعا ان کے لیے موجب آرام و اطمینان ہے۔ کیا یہ آیات دوسرے انسان کے عمل سے انتفاع کی دلیل نہیں ہیں؟ اگر مردہ کو اپنے عمل خیر کے سوا کسی دوسرے انسان کے عمل سے کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا تو پھر مردہ کا جنازہ کیوں پڑھا جاتا ہے اور اس کے لیے دعا کیوں کیجاتی ہے جس عمل سے اسکو نفع نہ ہو اسکا بجا لانا عبث ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے رسالہ صلوٰۃ القرآن میں جنازہ کے لیے قرآن کریم سے دعائیں اخذ کی ہیں جو تمام مردہ اور زندہ مومنوں کیلیے کی جاتی ہیں اور اشاعۃ القرآن مطبوعہ ۱۳۲۰ھ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مردہ کو بدنی عبادت یا مالی صدقات وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ مولوی صاحب کے اس اعتقاد کے موجب اور اس ترجمہ کی بنا پر جو انھوں نے لیس للانسان الا ما سعی کا کیا ہے مردہ زندہ کیلیے کسی انسان کی دعا و جنازہ و صلوٰۃ وغیرہ سے کچھ فائدہ و ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ چنانچہ چکڑالوی صاحب نے مذکورہ بالا آیات کے بالمقابل تشریح و تفسیر میں یہ الفاظ لکھی ہیں کسی زندہ یا مردہ کو کسی دوسرے کی عبادت یا صدقہ کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ تعجب یہ ہے کہ چکڑالوی صاحب باوجود اس اعتقاد کے پھر مردہ کا جنازہ پڑھنا تجویز کرتے ہیں انکو مریدوں و معتقدوں کو چاہیے کہ ان سے پوچھیں کہ جب لیس للانسان الا ما سعی کے یہی معنے سمجھتے ہو کہ انسان کو کوئی بھلائی اور ثواب و راحت و آرام کسی طرح بھی اور فائدہ اپنے عمل کے سوا نہیں پہونچ سکتا تو پھر آپ کا مردہ کے جنازہ کا اہتمام کرنا کس بنا پر ہے کیا اس کے لیے دعا کرنا آپکے اعتقاد کے موجب عبث نہیں ہے کیا آپکے ترجمہ و تفسیر کے موجب دعا و صلوٰۃ الجنازہ عبث نہیں ہو جاتے۔ ایسا ہی محمد رشید رضا نے اگر اس آیت کے یہ معنی صحیح سمجھے ہیں تو ہمکو المنار میں شائع کرنا چاہیے کہ صرف اولاد اپنے والدین کا جنازہ پڑھے اور ان کے لیے دعا کرے دوسروں کی دعا سے کسیکو کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا اگر کسی کے عمل کا ثواب کسیکو نہیں پہونچ سکتا اور ایک شخص دوسرے کی دعا و عبادت سے نفع نہیں اٹھا سکتا تو بعض مومنوں اور فرشتوں کی دعائیں جو وہ زندہ اور مردہ مومنوں کیلیے ہمیں کرتے رہے ہیں خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں انکو ذکر کرکے ان کے رد یعنی بے فائدہ ہونے کی بجائے ان کی رضامندیوں ظاہر کی ہے بلکہ تاکیدی حکم ہے کہ ایسا ہی کرو۔ دعا ہے تو بدنی عبادت ہے جسکو دوسرے لفظوں میں صلوٰۃ کہا گیا ہے کیا صلوٰۃ الجنازہ میں سارا دن دعائیں شامل نہیں کیا جاتا۔ کیا دعا بدن کے ٹکڑوں زبان اور دل وغیرہ سے صادر نہیں ہوتی ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ دعا ساری عبادت کا مغز اور لب ہے۔ شاید آپ فرماوینگے کہ دوسرے کے حق میں دعا کرنا عبادت نہیں ہے سنو! دعا کے لیے بھی امر آ چکا ہے اور اس امر کا بجا لانا عبادت ہے وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ان کے لیے طلب مغفرت کر۔ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا سارے قرآن کریم کی دعاؤں میں جو جمع متکلم کے صیغے اور جمع کی ضمیریں آئی ہیں وہ بہت اجتماعی سارے مومنوں کی جانب سے ایک دوسرے کے حق میں ہیں اور بعض کا بعض سے فائدہ و نفع حاصل کرنے پر دلالت کرتے ہیں

(۲) ساری اجتماعی عبادات مثلاً پانچوں نمازوں اور جمعہ و عیدین و حج کو بہت سے مومنوں کا ایک ہی جگہ مقررہ وقت پر اکٹھے ہو کر ادا کرنا بعض انسانوں کا بعض انسانوں کے اعمال خیر و اخلاق فاضلہ و حسنہ سے نفع و فائدہ حاصل کرنے پر دلیل ہے۔

(۳) اگر ہم لیس للانسان الا ما سعی کے یہ معنی سمجھیں کہ انسان کو اپنے کسب خیر و نیک کمائی کے سوا اور کچھ بھلا اور نفع و نیکی حاصل نہیں ہو سکتے تو ہزاروں لاکھوں انسان جو ہر روز دنیا میں عدم سے وجود میں آتے اور پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی زندگی کے مبتدی حالت و اصول پونجی حاصل کرنے کے لیے کون سی نیکی بجا لاتے ہیں جو ان کو ہستی و زندگی کی بڑی مایہ و دولت بلا محنت و مشقت اور اپنے کسب و کمائی کے بغیر ملجاتی ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا۔ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا

(۴) خاک ہوا آگ پانی۔ درخت۔ سورج چاند۔ ادویہ۔ نباتات چرند پرند وغیرہ بیشمار ارضی و سماوی اشیاء سے جو فوائد و راحت و آرام ملتے ہیں ہر دم انسان کو پہونچ رہے ہیں انکی تحصیل کے لیے انسان نے کون سی کمائی کی ہے

(۵) اولاد کی محبت اور پیار کی کشش اور جذب اور ان کے لیے محنت و تربیت اور پرورش کا خیال جو والدین کے دلمیں ڈالا جاتا ہے ان سب امور کے حاصل کرنے کے لیے اولاد نے کیا کمائی کی ہے جو والدین کو انکی تربیت و پرورش کا خیال ان کے پیچھے سرگرداں کر دیتا ہے۔

(۶) اگر اس آیت سے یہ مراد ہوتی کہ انسان کو اپنی سعی و کسب خیر کے سوا کوئی نیکی اور بھلائی راحت و آرام نہیں مل سکتا تو پھر خداوند تعالیٰ کے اس کلام کے برخلاف کوئی مشاہدہ ظہور میں نہ آتا اور اس کے کلام اور کام میں موافقت پائی جاتی اور کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے لیے بلا عوض کسی قسم کی نیکی اور بھلائی راحت و آرام کے اسباب کے ایجاد کرنے پر قادر نہ ہو سکتا۔ اور انسانی ہمدردی کا خیال کسی انسان میں نہ پایا جاتا اور نہ اس کے برخلاف کچھ ظہور میں آتا کیونکہ کوئی شخص ممتنعات کو ایجاد نہیں کر سکتا حالانکہ ہم اس کے برعکس روز مرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمکو اپنے عمل خیر اور کسب خیر کے سوا اوروں سے بہت سے بھلائیاں اور نیکیاں اور منافع راحت و آرام بلا عوض حاصل ہوتے ہیں

(۷) اس آیت سے یہ مراد بھی ہرگز نہیں لے سکتے کہ انسان کو اپنے کسب خیر و کمائی کے سوا اور کچھ زیادہ ثواب نہیں مل سکتا۔ کیونکہ مندرجہ ذیل آیات اس امر کی مخالفت کر رہی ہیں مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اسکو دس نیکیوں کا بدلہ دیا جاوے گا اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ بغیر حساب یعنی صابروں کو بے انت اور بیشمار ثواب ملے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا یعنی خدا تعالیٰ نیکی کا اجر دینے میں ایک ذرہ بھر بھی کمی نہیں کریگا اگر کوئی شخص ایک نیکی کرے گا تو خداوند تعالیٰ اپنے پاس سے بڑھا کر اسکا اجر دے گا۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ سورہ قصص جزو ۲۰

(۸) مکہ کے کفار و اشرار نے سرور العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نابود کرنے کے لیے کیا کچھ جان توڑ کوششیں کی تھیں مگر ان کی کوششوں اور کمائی کا صلہ و بدلہ انکو کیا ملا صرف یہی حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ یعنی انکی کوششیں اکارت ہو گئیں وجہ یہی تھی کہ وہ بدی کی سعی تھی اور بدی کا بدلا و صلہ ایک ہی یعنی اکہرا تھا اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود ذی جود کی محافظت کے لیے جو بیشمار جنود ان کے پہرہ میں رہتے تھے انکی سعی کا صلہ بے شمار تھا۔

(۹) کسان کو دیکھو کہ ایک دانہ بونے کے بدلے میں کتنے دانے حاصل کر لیتا ہے۔ آب و ہوا مٹی وغیرہ کی تحصیل کے لیے کسان کیا کمائی کرتا ہے جو اسکے کھیت میں فصل پک کر اسکے خرمن و انبار بھرے جاتے ہیں قال اللہ تعالیٰ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ

سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔ یعنی ان لوگوں کی جو اپنے مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں مثل ایک دانہ کے ہے جسکے بونے سے سات خوشے پیدا ہوتے ہیں اور ہر خوشے میں سو دانہ ہوتا ہے اسطرح خدا تعالیٰ نیکیوں کو ان کی نیکی کا بدلا بڑھا کر دیتا ہے خدا تعالیٰ فراخ دانا ہے۔

(۱۰) ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنی خدا تعالیٰ اہل مکہ کو عذاب نہیں دے گا جب تک تو ان میں ہے۔ اب یہ نص صریح ہے دوسرے کے عمل وجود سے نفع حاصل کرنے پر۔ کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مکہ کے لوگوں سے خدا تعالیٰ کا عذاب ہٹا رہا جب تک نبی علیہ السلام مکہ میں رہے کفار پر اشرار پر عذاب نہ آیا جب آپ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں آئے تو کفار پر عذاب الٰہی نازل ہونا شروع ہو گیا۔

(۱۱) اگر بالکل یہ اعتقاد رکھا جاوے کہ انسان اپنے عملوں کے سوا نجات حاصل نہیں کر سکتا تو یہ اتکال علی العمل کا شرک اور فضل ایزدی سے نا امیدی کی دلیل ہے وانہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت سے وہی نا امید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ آریہ سماج کا یہی گندہ عقیدہ ہے ہمیں اعمال صالحہ کے بجا لانے میں سعی کرنی چاہیے لیکن اعمال صالحہ کی توفیق بلکہ ہر عمل وصحت وعافیت بدن وجان سب خدا تعالیٰ کی رحمت وفضل پر منحصر ہے اسی لیے کہا گیا ہے وان رحمتہ سبقت علی غضبہ یعنی خداوند تعالیٰ کی رحمت ومہر کا پلہ اسکے غضب اور قہر سے گراں ہے اس سے ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ انسان اعمال صالحہ وحسنات کو چھوڑ کر بے قید اور آزاد ہو کر سیئات کا مرتکب ہوتا رہے اور پھر کہے کہ میں خدا تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوں بلکہ ایسا کام خدا تعالیٰ کے قانون اور شریعت کے خلاف ورزی ہے اور اس خلاف ورزی کی پاداش سزا ہے۔

اب ہم ان آیات کی تفسیر قرآن کریم سے بیان کرتے ہیں جو چکڑالوی صاحب نے بر عدم انتفاع اموات واحیاء از صدقات وعبادات وغیرہ پیش کی ہیں۔ واضح ہو کہ یہود میں سے بعض مشائخ وسجادہ نشین دعویٰ کرتے تھے کہ جو ہماری تابعداری کرے گا ہم قیامت کو اپنے تابعداروں کے گناہ کا بوجھ اٹھا لیں گے چنانچہ ان کے اس دعویٰ کو حکایۃً خدا تعالیٰ نے ذکر کر کے قرآن کے مختلف مقامات میں رد فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ وقال الذین کفروا للذین آمنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم وما ہم بحاملین من خطایاہم من شیء انہم لکاذبون ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم ولیسئلن یوم القیامۃ عما کانوا یفترون۔

٭ قیامت میں گناہ کی پرسش نہ ہوگی بلکہ علامت سے مجرم کی گرفت ہوگی فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ ٭ انس ولا جان۔ سورۃ الرحمٰن۔

سورہ عنکبوت پارہ ۲۰۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وان تدع مثقلۃ الی حملہا لا یحمل منہ شیء ولو کان ذا قربیٰ۔ سورہ فاطر۔ پارہ ۲۲۔ اور کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو کہ تم ہمارے تابعدار ہو جاؤ تو ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے اور اصل بات یہ ہے کہ وہ ان کے گناہ ذرہ بھر بھی نہ اٹھائیں گے وہ جھوٹے مدعی ہیں اور ضرور اپنے گناہوں کا بوجھ اور اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ لوگوں کے گمراہ کرنے کے بوجھ بھی اٹھائیں گے جو ان کی اپنی ہی کمائی ہوگی اور ابھی ان کو پوچھا جاتا ہے قیامت کے دن کی بابت جو بہتان وہ افترا کرتے ہیں۔ دوسری آیت۔ اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور اگر پکارے کوئی بوجھ مرتا اپنا بوجھ اٹھوانے کو کوئی نہ اٹھاوے اس میں سے کچھ اگرچہ رشتہ دار ہو۔

چنانچہ مندرجہ ذیل آیات میں کسی یہودی لا فزن اور مدعی سجادہ نشین سے یہی مسئلہ مذکورہ بالا کا ابطال تک رد فرمایا جاتا ہے اعندہ علم الغیب فہو یری ام لم ینبأ بما فی صحف موسیٰ وابراہیم الذی وفی ان لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ ثم یجزاہ الجزاء الاوفیٰ سورۃ نجم پارہ ۲۷۔ کیا اس لا فزن مدعی کو غیبی خبر ہے جو دیکھ کر کہتا ہے کیا اسکو اس علم کی خبر نہیں ہوئی جو موسیٰ اور ابراہیم وفادار کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کو کوئی بھی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہیں ہے کسی انسان کے ذمہ کسی کے گناہوں کا بوجھ اٹھانا مگر جو اسنے خود کمائی کی اور اپنی کمائی ہوئی گناہوں کو دیکھ پائے گا اسکو پوری سزا ملے گی نہ کہ کسی دوسرے گناہوں کے بدلے کسی کو سزا دی جاوے گی کیونکہ یہ بات عدل اور انصاف سے بعید ہے جیسا کہ پولس یہودی ثم نصرانی نے ایک گندہ عقیدہ کفارہ کا اختراع کر کے عیسائیوں کے گناہوں کے بدلے ناحق عیسیٰ علیہ السلام کو تین دن دوزخ میں جلنا قرار دیکر بیشمار مخلوق کو وارد جہنم کر دیا وان لیس للانسان الا ما سعیٰ میں صرف بدی کے بدلے کا ذکر ہے کیونکہ نیکی کا پاداش دس گنا زیادہ ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اسکو اس نیکی سے دس گنا زیادہ ثواب ملے گا اور بدی کا بدلہ بدی کے برابر ملے گا چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالسیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلہا یعنی جو کوئی بدی کرے اسکو اس بدی کا بدلہ اسکے برابر ملیگا لیس للانسان الا ما سعیٰ اور مندرجہ ذیل آیات آپس میں مطابق ہیں من جاء بالسیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلہا یعنی جو کوئی ایک بدی کرے اسکو ایک بدی کی سزا

ملے گی۔ من عمل سیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلہا یعنی جو کوئی ایک بدی کرے اسکو اسکے برابر بدلہ ملے گا۔ سورہ مومن۔ من جاء بالسیئۃ فلا یجزی الذین عملوا السیئات الا ما کانوا یعملون سورہ قصص۔ پارہ ۲۰۔ یعنی جو کوئی برائیاں کرینگے انکو اسی قدر بدیوں کی سزا ملے گی جسقدر انھوں نے بدیوں کا ارتکاب کیا دیکھو ما سعیٰ اور ما کانوا یعملون مساوات کے معنوں میں آتے ہیں پس لیس للانسان الا ما سعیٰ کا ترجمہ یہ ہوا کہ انسان کو انھیں گناہوں کا بوجھ اٹھانا پڑے گا جو اسنے خود کمائے۔ باقی آیات جو چکڑالوی صاحب نے بر عدم انتفاع اموات از صدقات وخیرات وادعیہ وغیرہ پیش کی ہیں وہ صرف یہود کے غلط اعتقاد کے تردید میں آتے ہیں جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے عدم انتفاع از صدقات وخیرات کا تمسک ان سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ صدقات بھی حالیہ دعا میں شامل ہیں لا یرد البلاء الا الصدقۃ والدعاء۔

انما عوذا فی بعض زلات چکڑالوی وانبہ علیہا بواسطۃ ہذہ الجریدۃ المفیدۃ والسلام علی تابع الامام۔

راقم محمد فضل خان احمدی۔ چنگا گوجرخان۔ ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء

ہماری سہ ماہی رپورٹ

الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں ہمارے احباب وسرپرست حصہ لیتے رہتے ہیں لیکن اسکی رفتار بہت ہی سست ہے اور اگر سب کے سب پوری سعی اور توجہ سے کام لیں اور ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ اسکو کم از کم ایک خریدار ضرور ہی الحکم کے لیے بہم پہونچانا ہے تو یہ ضعیف بہت جلد الحکم کی ترقی اشاعت کا موجب ہو سکتا ہے۔ مگر جہانتک غور کر کے دیکھا گیا ہے ہمارے اکثر احباب یا تو اس ضرورت کو محسوس نہیں کرتے اور یا محسوس کرتے ہیں تو یہ حس ایک آنی حس ہوتی ہے جب تک وہ الحکم میں اس تحریک کو پڑھتے ہیں اس وقت تک وہ متاثر رہتے ہیں اور جہاں اسکو ختم کیا اسکے ساتھ ہی وہ اثر جاتا رہا حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے اگر الحکم ان کے نزدیک کوئی قومی خدمت کر رہا ہے؟ اگر وہ اسکو عزیز رکھتے ہیں؟ اور اس کے قیام وبقا کی لیے جہانتک اسباب تعلق ہے کوشش نہیں کرتے؟ یہ سوال ہے جس کا جواب ہماری قوم کے ہر فرد پر ہے۔

اور کم از کم خریداران الحکم کے ہر خریدار

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ آئندہ سہ ماہی وار رپورٹ الحکم میں جدید خریداروں کی شائع کر دیا کریں اور معاونان احباب کے نام تو ہم کسی نہ کسی رنگ میں شائع کرتے ہیں جو توسیع اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

اگرچہ ابھی پوری سہ ماہی تو نہیں ہوئی تاہم ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء تک خریداروں کی رپورٹ ہم شائع کرتے ہیں۔ جنوری ۱۹۰۵ء سے ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء تک ۱۰۵ جدید خریدار داخل رجسٹر ہوئے ہیں۔ جن میں سے آٹھ بند ہو چکے ہیں اور اسطرح ۹۷ خریدار جدید سمجھے جاتے ہیں اگرچہ یہ تعداد دو لاکھ سے زیادہ کی جماعت میں دو ماہ اور ۱۷ دن کے اندر بہت ہی کم ہے لیکن کسی صورت میں اسکو غیر مطمئن بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایک امر اور بھی قابل ذکر ہے کہ ہم نے ایک بار الحکم کے متعلق ایک نوٹ لکھتے ہوئے لکھا تھا کہ بعض احباب کمی قیمت کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ارزان فروشی بسیار فروشی۔ ہم نے ان کے جواب میں لکھا تھا کہ ہمیشہ ارزان فروشی بسیار فروشی کا باعث اور کلیہ قاعدہ نہیں ہے۔ تاہم بعض موقع پر ہونے کی قیمت کا نمونہ دکھایا ہے اور غیر مستطیع یعنی دس روپے ماہوار آمدنی والوں کے نام ہم نے سالانہ پر بھی الحکم کے جاری کرنیکا اعلان کیا ہے۔ اگر واقعی کمی قیمت بسیار فروشی کا جزو اعظم ہوتی ہے تو اس اعلان سے الحکم جیسے بڑے اور پرانے اخبار کے ہزاروں خریدار ہونے چاہییں تھے مگر ایسا نہیں ہوا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم نے جو کچھ لکھا تھا وہ غلط نہ تھا۔

اصل بات ترقی اشاعت کی قوم کی باہمی کوشش ہے اور اسکے پیدا ہونے کے واسطے اخبار بینی کا صحیح مذاق ہونا چاہیے۔ جب وہ پیدا نہ ہو کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اگلی رپورٹ جو ہم آخر جون پر شائع کریں گے انشاء اللہ بہت کچھ امید دلانیوالی ہوگی۔ وما توفیقی الا باللہ ہو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

وکیل اور ہم

معزز ہمعصر وکیل نے ۱۹ فروری کی اشاعت میں مولوی بدرالدین صاحب احمدی ساکن قادرآباد کے طاعون سے مرجانے پر ایک نوٹ لکھا ہے اور اس میں الحکم کو یوں خطاب کیا ہے۔

"یہ امر واقعی حیرت انگیز ہے کہ مرزا صاحب کے اس دعوے پر کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے نہیں مرے گا اُن کے مرید طاعون سے فوت ہوں کیا انکی جماعت کا آرگن اخبار الحکم قادیان اس کا کوئی تسلی بخش جواب دے سکتا ہے؟ ہم ممنون ہونگے اگر وہ اس عقدہ کو کما حقہٗ حل کر کے لوگوں کی حیرت کو دور کر دے گا۔ اور ہمیں اس دقت سے نجات دلائے گا کہ لوگ بار بار اس قسم کے سوالات پیش کرتے ہیں اور ہم کو مجبوراً سکوت اختیار کرنا پڑتا ہے۔"

ایڈیٹر صاحب نے خصوصیت کے ساتھ چونکہ ہم سے جواب طلب کیا ہے اسلیے ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ہماری سمجھ اور طاقت ہے اس سوال پر روشنی ڈالیں۔ اس کا تسلی بخش ہونا یا لوگوں کے لیے آیندہ کے واسطے اعتراضات کا سدباب کرنے والا ہونا یہ ہمارے اختیار سے باہر ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جبکہ اللہ تعالےٰ جیسے عظیم الشان قادر مقتدر۔ یگانہ منفرد ہستی پر اعتراض کرنے والے موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک شان پر نکتہ چینی کرنے والے اعتراض کر رہے ہیں تو کسی اور کا اُن کے اعتراضوں سے بچنا محال ہے تاہم یہ قاعدہ ہے کہ حق کے اندر جو حقیقت کی روشنی ہوتی ہے وہ پاک دلوں پر اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہتی۔ اسی بنا پر ہم اس سوال کیطرف توجہ کرتے ہیں کہ شاید کوئی سعید الفطرت اس سے فائدہ اُٹھا وے۔ ہمکو لائق ایڈیٹر وکیل پر افسوس ہے کہ اُنھوں نے باوجودیکہ قرآن شریف میں لا تقف ما لیس لک بہ علم پڑھا ہوگا پھر بھی اُنھوں نے بلا سوچے سمجھے اور بغیر ذاتی تحقیق یہ لکھ دیا کہ

"یہ امر واقعی حیرت انگیز ہے کہ مرزا صاحب کے اس دعوی پر کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے نہیں مرے گا اُن کے مرید طاعون سے فوت ہوں۔"

دانشمند اور خدا ترس ایڈیٹر کا فرض ہونا چاہیے تھا کہ وہ پہلے اسی جگہ دیکھ لیتے کہ کیا واقعی مرزا صاحب نے کوئی ایسا دعوی کیا ہے کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے فوت نہیں ہوگا اگر یہ دعوی ہے کہیں اور کہیں نہیں کیا گیا تو پھر اعتراض بجائے خود بودا اور کمزور ہو جاتا ہے بلکہ رہتا ہی نہیں۔

اور پھر اس کے بعد ہمارے معزز ہمعصر اور دوسرے معترضین کو معلوم ہونا چاہیے کہ قوانین الٰہیہ میں تغیر یا تبدیل نہیں ہوتا۔ ان کے نتائج ہمیشہ یقینی اور صحیح ہوتے ہیں۔ قرآن شریف ایک دستورالعمل اور ہدایت نامہ ہے جو دنیا کو دیا گیا ہے اس میں بعض اوامر ہیں اور ان کے نتائج ہیں نواہی ہیں اور ان کے ثمرات ہیں۔ اوامر کی جو شخص اتباع کرتا ہے خواہ وہ کوئی ہو وہ ان کے مفید اور نیک نتائج سے ضرور بہرہ ور ہوتا ہے اور نواہی کو جو توڑتا ہے خواہ کوئی ہو ضرور ہے کہ اُس کے بد نتائج سے حصہ لے۔ یہ ایک اصل محکم ہے جسکو کسی صورت میں ہم توڑ نہیں سکتے۔

اب ہم سردست مولوی بدرالدین صاحب کے متعلق عرض کرتے ہیں کہ آیا انھوں نے کسی ایسے قاعدہ کی بھی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں؟ قادرآباد کے تمام باشندے اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ مولوی بدرالدین صاحب نے ایک عزیز طاعون زدہ کے گھر دوسرے گاؤں میں جہاں طاعون پڑا ہوا تھا گئے اور خود انھوں نے اس طاعون زدہ کو غسل دیا یہ ایک واقعہ ہے جسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور قرآن شریف میں صاف ارشاد ہے کہ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کے پاک ارشاد کے موافق منع فرمایا ہے کہ جہاں طاعون زور سے پھیلا ہوا ہو وہاں مت جاؤ۔ انھوں نے اس حکم نبوی کی بھی خلاف ورزی کی پھر کیا ضروری نہ تھا کہ ان تو امر و احکام کو توڑنے کی وجہ سے اس بیماری میں اسباب عادیہ کے ماتحت مبتلا ہوتے۔ ہمکو ضرورت نہیں دیکھتے کہ رعایت اسباب پر بھی بحث کریں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا معزز ہمعصر وکیل ایسا ناواقف نہیں ہوسکتا کہ وہ رعایت اسباب کی ضرورت سے ناآشنا ہو۔

فرض

مولوی بدرالدین صاحب کی وفات کے تو یہ اسباب ہیں اب ہم عام طور پر اس سوال کو حل کرنا چاہتے ہیں کہ

کیا کسی احمدی کے طاعون سے فوت ہوجانے سے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کوئی اعتراض ہوسکتا ہے؟

اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ ہرگز نہیں۔ اس کے وجوہات کے لیے ہم اپنے محسن مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہٗ کا ایک خط شائع کرتے ہیں جو انھوں نے اس قسم کے ایک سائل کے جواب میں ہمارچ ۱۹۰۴ء کو لکھا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔

طاعون سے کونسی قوم فائدہ اٹھاتی ہے اور کس قوم کو سراسر خسارہ ہے

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارا معزز ہمعصر وکیل جو اپنی آزادمنشی کو قائم رکھنا چاہتا ہے ان دقتوں سے بچنے کے واسطے جو آئے دن اسکو ایسے سوالات کا جواب دینے میں پیش آتے ہیں اس جواب کو بلفظہٖ شائع کر دیگا۔

مولوی غزنوی کا یا اور کسی کا احمدی جماعت کے فوت شدوں کی فہرست طیار کرنا محض حماقت کا کام ہے اور آخرکار ندامت اور ذلت کا موجب ہوگا ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ طاعون کو ہمارے سلسلہ کی ترقی و تائید کیلیے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اس وقت تک ہم دیکھتے ہیں اور تمام دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ کئی ہزار آدمی طاعون کے خوف کے سبب سے ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ غور کرو کیا اس سے ہمارے مخالفوں کو دو خسارے حاصل نہیں ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ طاعون سے بکثرت مر رہے ہیں اور انشاء اللہ مرینگے دوم یہ کہ اُن ہی سے نکلکر ہزاروں آدمی ہماری جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سوچنے والے کے لیے یہ کتنا بڑا نشان ہے رہا یہ کہ ہماری جماعت سے بھی کچھ لوگ مرے ہیں اور شاید آئندہ بھی بعض مریں خدا کی ہتھیار ہی سنت کے مطابق ہے۔ قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھلو جابجا خدا تعالیٰ نے مکی سورتوں میں کفار کو دھمکی دی کہ تم پر عذاب آنیوالا ہے اور فرمایا کہ تم تلوار سے ہلاک ہو جاؤ گے آخر جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو ہجرت کرکے مدینہ میں گئے تو خدا تعالیٰ کی وعید کی پیشگوئیوں کا سلسلہ شروع ہوا ہجرت کے ایک ہی سال کے بعد بدر کی لڑائی واقع ہوئی اس لڑائی کو خدا تعالےٰ کی کتاب نے بڑے ناز اور زور سے الفرقان کہا ہے۔ حقیقت میں اس لڑائی سے جو بہت ہی مختصر تھی کفر اور اسلام کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو گیا۔ قیدا اس کی شوکت کی تلوار کند ہوگئی تم نے ائمۃ الکفر جو ریشہ دوانی اور منصوبہ بازی میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مشارالیہ سمجھے جاتے تھے ہلاک ہوگئے اور یہ سب ہی خدا تعالیٰ کے عذاب کی باتیں اور تعذیب اور تعفین میں

اور تبوک وغیرہ جنگوں میں پوری ہوئیں مگر کیا ان لڑائیوں میں صحابہ شہید نہیں ہوئے۔ بڑے بڑے جلیل الشان صحابی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور چچا اور رشتہ دار شہید ہوئے۔ جناب صدیق اکبر علیہ السلام کے مبارک عہد میں جھوٹے نبیوں کے فتنہ اور ارتداد کے فرو کرنے میں کسقدر بزرگ صحابہ نے جام شہادت پیا حضرت عمر فاروق علیہ السلام کے عہد شریف میں عیسائیوں کی ساتھ لڑائی میں طاعون کے سبب سے قریب پچیس ہزار صحابہ کے شہید ہوئے۔

اب ان مولویوں سے غزنویوں سے لاہوریوں سے امرتسریوں سے بٹالویوں سے خواہ اور بھی چند شہروں یا تمام شہروں کے مولویوں سے اور صوفیوں سے پوچھنا چاہیے کہ کیا وہ اقرار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر بھی عذاب نازل ہوا تھا۔ اسلیے کہ جب وہ کوئی ظاہری فرق نہیں دکھا سکیں گے اس لوہے کی تلوار کے کشتوں میں جو صحابہ اور انکے دشمنوں کو لگی اور اُس نے دونوں کو ایک ہی موضع سے قتل کیا تو اگر کوئی اور مابہ الامتیاز نہیں بتائیں گے یا مانیں گے تو انھیں صاف اقرار کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کے قہر کی آگ نے اولیاء اور اعداء اللہ کو یکساں بلا امتیاز راکھ کر دیا۔ جو توجیہ اور تاویل وہ وہاں کریں گے وہی ہمارے سلسلہ کے شہداء طاعون کے حق میں بطریق اولیٰ چسپاں اور موزون ہوگی اس سلسلہ کا دعوی ہے کہ اُس کا قدم منہاج نبوۃ پر ہے اسلیے ضروری ہے کہ اسکی راہ میں وہی امور پیش آئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے فرق اتنا ہے کہ اُس وقت خدا تعالیٰ کی قہری اور جلالی اور انذاری پیشگوئیاں اعداء اللہ اور الرسول کے حق میں سیف و سنان کی شکل میں پوری ہوئیں اور آج وہی پیشگوئیاں طاعون اور ایسی نظیر والے رنگ میں پوری ہو رہی ہیں۔ اب اس کو معیار ٹھیرا کر کسقدر ضروری ہے کہ جیسے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنگوں میں اسی تلوار سے شہید ہوئے جو اُن کے دشمنوں کی خانہ براندازی میں بڑی صفائی سے چلتی تھی۔ آج بھی کچھ اصحاب ہمارے سلسلہ کے طاعون سے شہید ہوں۔ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ جس دشمن جس امر کو اعتراض کا نشانہ بناتا ہے وہی خدا تعالیٰ کے سلسلہ حقہ کی تائید و تصدیق کا نشان بن جاتا ہے سوچو اور خدا تعالیٰ کے لیے فکر کرو کہ ہمارے سلسلہ کی بڑی فضیلت کس بات میں ہے۔ یہی کہ یہ سلسلہ کوئی الگ اور مابین نرالا سلسلہ نہیں ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کے قدم بقدم اُن کے پورے معنوں میں ہمرنگ ہو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسکی ساری باتیں بلا تفاوت ہو رہی ہیں۔ اسی بنا پر مینے ایکدفعہ لاہور کے مدعی منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی بد زبانی کے جواب میں ایک ساتھ

دکھایا تھا جو الحکم میں شائع ہو چکا ہے جس میں میں نے بڑی تحدی سے دعویٰ کیا تھا کہ جو ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر اعتراضات وہ کرتے ہیں میں بڑی صفائی سے دکھا سکتا ہوں کہ وہی اعتراض آریوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے جناب مسیح علیہ السلام پر اور نصاریٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے ہیں۔

میں نے بڑے غور و فکر کے بعد بھی کوئی فرق منشی صاحب موصوف کے دل و دماغ میں اور ان راستی کے دشمنوں میں نہیں دیکھا۔ اور میں نے اس میں فرقان کے طور پر دعویٰ کیا تھا کہ منشی الٰہی بخش صاحب اور ان کے دست و بازو منشی عبدالحق صاحب اپنے طومار لاطائل عصائے موسیٰ سے کوئی بڑا اعتراض انتخاب کر کے شائع کریں وہی ہم میں اور ان میں آخری فیصلہ ہوگا اگر وہی اعتراض پہلے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں کے حق میں پہلے سے واقع شدہ دکھا دیا تو وہ آئندہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اس سے لڑنے کی جرأت نہ کریں اور اگر ہم کامیاب نہ ہوئے تو ہم پر سخت سے سخت شکست پڑے گی۔ مگر عجیب بات ہے کہ راستی کے دشمن اب تک ایسے ساکت ہیں کہ گویا زبان ان کے منہ میں نہیں تھی اور قلم ان کے ہاتھ میں نہ تھا جس جوش سے وہ اٹھے تھے اور انہی سی کاؤں کاؤں لگی وہ ایک کتاب بھی جسے اب تک ہمارے مبارک کھیت کے حق میں کلی و کیا کام دیا ہے ان کا فرض تھا اور سب اوّل ان کا یہ کام ہونا چاہیے تھا کہ وہ دلیر پہلوان کی طرح میدان میں آتے اور ایک گل سرسبد اعتراض پیش کرتے اور وہ دو فریقوں میں ابدی فارق ہو جاتا۔ مگر افسوس انہوں نے سخت کمزوری اور بزدلی دکھائی۔ اور یہ ہماری تحدی ابھی تک قائم ہے۔ اس کا مخاطب ہر ایک مولوی اور صوفی ہے جو خدا تعالیٰ کے مسیح کا انکار کرتا ہے۔ غرض بعض آدمی اگر ہمارے سلسلہ کے طاعون سے مر گئے ہیں یا مریں بڑی بے ایمانی یا سادگی اور نادانی ہے کہ اس بات سے خدا کے سلسلہ پر اعتراض کیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے مسیح نے ہر ایک تحریر میں یہی دعویٰ کیا ہے کہ طاعون اس کے سلسلہ کے حق میں مفید ہوگی اور من حیث الجماعت اس کے خدام کی حفاظت ہوگی کوئی ہے جو ہماری کسی تحریر سے دکھا سکے کہ ہم نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ ہماری جماعت سے ایک بھی نہیں مرے گا اپنی طرف سے ایک بات بنا لینی اور پھر اسے اعتراض کا ہدف بنا لینا پرلے درجہ کی بے ایمانی کا کام ہے۔

اگر ایسا دعویٰ کیا جاتا تو یہی دعوے کی ایک دلیل کافی ہو جاتی کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی گذشتہ نبوتوں کی منہاج پر نہیں۔ کل مومن اور مجاہد اور غازی نبیوں کے بعض صحابہ اعداء کی کثیر یا قلیل جماعت کے مقابل اگر شہید نہ ہوئے ہوتے تو ہمارے سلسلہ کو حق پہنچتا تھا کہ ایسا کرتا کہ اس کا ایک فرد بھی طاعون سے نہ مرے گا۔ یہ طاعون سیف اللہ ہے جو مسیح موعود میں اور اسکے اعداء میں حکم اور فارق ہو کر آئی ہے۔ اب مسیح موعود کی جماعت میں اور اعداء اللہ میں اس حیثیت میں جنگ ہو رہی ہے۔ ضروری ہے کہ سنت اللہ کے موافق ہمارے سپاہیوں سے بھی کچھ لوگ مریں لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ جنگ شروع ہے اور معلوم نہیں اس کا سلسلہ کہاں تک لمبا چلا جائے۔ اور نادان ناعاقبت اندیش معترض ابھی سے زبان درازی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکیم اور زندہ کتاب نے ان ہی مصالح کو مدنظر رکھ کر جا بجا سبق دیا ہے کہ العاقبۃ للمتقین اسکے معنی بجز اسکے اور کیا ہیں کہ درمیانی چشم زخم اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی جماعت کو بھی لگیں گے مگر انجام کار سعداء قہار و مقتدر کی نصرت و تائید انہی کے شامل حال ہوگی اس امر کی تائید دوسری جگہ زندہ مبارک کتاب میں لکھا ہے ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولہا بین الناس یعنی اگر تمہیں احد کی لڑائی میں چشم زخم پہنچا ہے تو کوئی جائے شکایت نہیں اس لیے کہ اس سے پہلے بدر کے جنگ میں تمہارے دشمنوں کو بھی ایسا دکھ پہنچا تھا اور ہماری عادت ہے کہ درمیانی موقعوں پر اعداء اللہ اور اولیاء اللہ دونوں فریقوں کو نوبت بنوبت ایسی تکلیفوں کا مزہ چکھا دیتے ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کچھ عرصہ کھیلیں اعداء اللہ کو صفحہ ہستی کرنے کا موقع ہے اور وہ اپنے چال چلیں ہم آخری ہلاکت اور مستاصل ہو جانے کے لیے اپنے ہاتھ سے پورے سامان طیار کریں۔ پھر ایک اور مقام پر خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان تکونوا تالمون فانہم یالمون کما تالمون وترجون من اللہ ما لا یرجون یعنی اگر تمہیں کوئی درد پہنچا ہے تو تمہارے دشمنوں کو بھی تو درد پہنچا ہے مگر باوجود اسکے تم میں اور ان میں فرق یہ ہے کہ تم خدا سے وہ بڑی بڑی امیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔

یہ آیتیں قول فیصل ہیں ہم میں اور ہمارے نکتہ چینوں میں۔ ان آیتوں سے صاف واضح ہو گیا کہ صحابہ کے مرنے پر ہر ایک نے یا بعضوں نے عدم علم یا کمزوری سے اعتراض کیا یا وسوسہ پیش کیا کہ آنحضرت کے صحابہ کیوں مارے جاتے ہیں ان کے دکھی خیالی سنسنے نے قبل از وقت اس امر کو فرض بالیقین کیا ہوگا کہ عذاب الٰہی پوری تمیز کے ساتھ انکے اعداء پر محصور و موقوف رہنا چاہیے مگر خدائے حکیم کی غیر متبدل سنت نے انکے مفروضات کے برخلاف کام کیا۔ اس دلگداز بھیانک نظارہ کو ذرا آنکھوں کے سامنے لاؤ اور دل قابو میں رہ جائے تو مجھے کہو جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بزرگ اور محبوب چچا الصادق مرید حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ خاک و خون میں غلطاں اور بیجان پڑا ہے اور کل لاشوں میں بلا امتیاز پڑا ہے۔ قریش کی کینہ ور اور دلیر عورت نے اسکے کان اور ناک کاٹ کر اور کانوں اور ناکوں کے ساتھ ایک ہار بنا کر گلے میں لٹکایا ہے اور اس گرامی مقتول کی ذلت اور بے حرمتی کو اپنے مذہب کی سچائی اور عزت کا قابل فخر نشان سمجھتی اور فخر کی باتوں اور اشاروں سے اپنے حریفوں کو جلاتی ہے اور پھر اس دردانگیز وقت کا تصور کرو جبکہ رحیم کریم پر درد انسان یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بیجان جسم پر کھڑے ہیں اور اس غم انگیز نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور کیا دردمندی سے زبیر کو کہتے ہیں کہ اپنی ماں کو روک دو وہ یہاں نہ آئے وہ اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھ کر برداشت نہ کر سکے گی۔ اس وقت ضرور ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ گذرا ہوگا اور عادۃً بعض نے یہ اعتراض بھی کیا ہوگا کہ خدا کے موعود غلبے میں مامور کے متعلقین بھی تو بلا تفاوت شامل ہوئے ہیں۔ اور کیا یہ بات بھولنے کے قابل ہے جو منافق اس وقت نکالتے تھے کہ اگر ہمارے کہنے ہماری اس وقت سنتے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ملکر ناحق جانیں نہ گنواتے۔

غرض ان ساری باتوں نے متفق ہو کر اپنی گواہی تو صاف صاف دیدی کہ خدا تعالیٰ کی وعید کی پیشگوئیوں کے ظہور کے وقت کافر اور مومن یکساں حصہ لیتے تھے اور اس وقت بھی کچھ معترض اس قسم کے اعتراض کرتے تھے جیسے اس وقت ہمارے سلسلہ پر کرتے ہیں کہ طاعون سے احمدی کیوں مرتے ہیں۔

ہمیں ہرگز امید نہ تھی اور قرآن کریم کی واضح راہوں کے موجود ہوتے ہم ہرگز گمان بھی کر سکتے تھے کہ اسلام کا دعویٰ کرنیوالے ہمارے سلسلہ پر اس قسم کا اعتراض کریں گے مگر حق یہ ہے کہ بغض اور حسد انسان کو اندھا کر دیتے ہیں اور ان امراض کے مریض ماموران خدا پر اعتراض کرتے کرتے [illegible] ہیں اور محسوس نہیں کرتے جبتک ایمان کی دولت کلی طرح ان سے مسلوب نہ ہو جائے

غور کرو اگرچہ کافر اور مومن یکساں تلوار کی زد کے نیچے آئے مگر انجام کار نے کیا نظارہ دکھایا۔ اس آیت کو پڑھو اور سوچو کہ کس لطف کی حقیقت اور احساس کو پیش کرتی ہے اور وہ یہ ہے فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العلمین یعنی ظالم دشمنوں کی جڑ کٹ گئی اور اسکے بعد خدا کی حمد یعنی حمد کرنیوالی قوم باقی رہ گئی۔ ان کے کثیر التعداد کے مقابل جنگی جڑ کٹ جاوے اگر چند آدمی فوت ہوں اور آخر خود تو بھی انکے باقیماندہ قوم کے ہاتھ آ جائیں ہو جائے تو کیا کہا جائیگا۔ وہ کیوں نہ دنیوی فاتحوں اور سلطنتوں کی جنگوں میں بھی غور کی دیکھی جاتی ہے جس قوم کو آخر کار فتح ملجائے اور اسی معنی میں انکے دشمن نامراد ہو جائیں گو اس فاتح قوم کو بھی بالمقابل بہت جانی مالی نقصان ہو چکا ہو مگر انہیں کوئی شماتت اور اعتراض اور نہیں ہو سکتا کہ کیوں انکے لوگ بھی مارے گئے۔ ہم صریح دیکھتے ہیں اور خدا نے چاہا تو دنیا کو دکھا دینگے کہ ہندوستان اور پنجاب کی آبادی کے مجموعہ کو معترضوں کی جماعتوں کا کس قدر حصہ اس عزرائیل طاعون کے سبب اور تحریک سے ہمارے سلسلہ میں داخل رہا ہو خدا کی پیشگوئی [illegible] جسٹر کھول کر دیکھو [illegible] طاعون کے شیوع اور اشتعال [illegible] اور طاعون زدہ علاقوں سے ہمارے سلسلہ میں شامل ہو کر عزت حاصل کر رہے ہیں۔

جب یہ بات صاف ہو کہ طاعون ہمارے زبردست گمان سے بڑھ کر ترقی دے رہی ہے اور عنقریب خدا کی نعمتیں اسکی امداد سے لاکھوں تک پہنچ جائیگی تو سخت شرم کی بات ہے کہ پھر یہ اعتراض کیا جائے کہ فلاں فلاں ہماری جماعت کا کیوں مرا طاعون سے [illegible] ہونا چاہیے کہ کس ظالم کی جڑ کٹتی ہے اور کونسی قوم جوش شکر سے لبریز ہو کر الحمدللہ رب العلمین کہتی ہے نادان بد زبان معترضو! ابھی وقت ہے [illegible] نوشتوں کو غور سے پڑھو اور منہاج نبوت پر [illegible] سلسلہ کو پرکھو اور وہ باتیں منہ سے نکالو اور وہ [illegible] دل میں [illegible] آخر کار تمہارے حصہ میں ذلت اور رسوائی [illegible] قطع نظر ان مصلحتوں اور حکمتوں کے جو اوپر بیان ہو چکی ہیں [illegible] اولیاء اللہ میں سے بعض افراد کی ہلاکت اور شہادت سے [illegible] غرض ہوتی ہے کہ دین کی باتیں ایمانی اور غیبی رنگ [illegible] رہیں اور ان کے چہرہ پر سادہ اور صاف نقاب [illegible] جب تک [illegible] ہمارے سلسلہ کا ایک بھی فرد ہلاک نہ ہو اور غیروں پر بھیڑ بکری کی طرح موت پڑے تو زندگی کی لذت ضروری ہے کہ ہر کس و ناکس کو اس سلسلہ کی طرف کشاں کشاں لائے اور ایک گونہ اکراہ و اجبار سے لوگ دین الٰہی میں داخل ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کے مقاصد کے منشاء کے برخلاف ہے وہ دین میں امتحان اور ابتلا کا پہلو ضرور قائم رکھتا ہے اس لیے کہ پاک جوہروں اور صافی فطرتوں اور غور و تدبر اور فراست سے حق پا لینے والوں اور سچی ہدایت و راستی کے طالبوں میں اور جی کے کچے کند ذہن لایعقل بہائم سیرت انسانوں میں فرق کر دے یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں ہر مامور کی راہ میں ابتلا پیش آئے ہیں اور قرآن کریم میں ان ابتلاؤں کو تمحیص کا موجب قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ آخری کامل نبوت یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کفار کی نگہ میں کوئی موجب ابتلا امر ظاہر نہ ہونے دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ ایک پہلو سے حق کو واضح بھی کر دیا مگر دوسرے پہلو سے مخفی بھی رکھا وہی حال یہاں بھی ہے۔ بعض آدمی ہمارے سلسلہ سے مرے ہیں یا مریں گے اس لیے کہ خدا تعالیٰ کے امتحانوں کا دروازہ کھلا رہے مگر ہماری جماعت کی کثرت اور طاعون سے خصوصاً ہمارا مستفید ہونا سلیم الفطرتوں پر ایسا کھلا کر دے گا کہ حق ہماری جانب ہے اور ہمیشہ سے حق اسی شکل میں جلوہ دکھایا کرتا ہے۔ بالفعل اتنا کافی ہے۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم۔

باقی داران وی پی کے وصول کرنے کے لئے طیار رہیں یا خاص وجہ سے مطلع فرمائیں

(ایڈیٹر)

علمائے دنیا اور علمائے آخرت

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ خداوند کریم نے سلسلہ فطرت کی بنا۔ اصول اتحاد پر قائم کی ہے میں پہلے صفحات میں لکھ چکا ہوں کہ مذہب اسلام کی بنا اصول فطرت پر رکھی گئی ہے۔ اس نے اصول اتحاد اسلامی شریعت کیلئے ایسی ہی ضروری سمجھی گئی ہے جیسے سلسلۂ فطرت کیلئے سلف صالحین کے زمانہ میں ان اصول کی پابندی نہایت احتیاط کیساتھ کیجاتی تھی یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں اختلافات مذہب کی وہ کیفیت نہ تھی جو بعد کی صدیوں میں ظاہر ہونے لگی ان اختلافات کی وجوہ مختلف ہیں منجملہ ان کے فلسفہ کی تعلیم ایک بڑی وجہ ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ کتاب اور سنت کو چھوڑ کر معتقدات اور عملیات کے بارے میں اپنی رائے اور قیاس پر اعتماد کرنے لگے اس وقت یہ نہ سمجھا جا کر کہ اسلام کی وہ سادہ اور بے لاگ تعلیم جس کو حضور علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوتے وقت چھوڑ گئے تھا آہستہ آہستہ بڑے بڑے مشکل اور پیچیدہ مسائل کی صورت میں لائی گئی۔ اس روش کو اختیار کرنیوالے اہل سنت و جماعت کے مقابلہ پر معتزلہ کے لوگ تھے اس فرقہ کے بڑے بڑے علماء انہیں کے فلسفہ کے مطے کرنے میں اپنی عمریں صرف کرتے تھے۔
چنانچہ علمائے اہل سنت نے ان کی تردید میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں جو اب علم کلام کی کتابیں کہلاتی ہیں۔

موجودہ زمانہ میں بھی علماء کو اسی قسم کے لوگوں سے پالا پڑا ہے کیونکہ فلسفہ جدیدہ کی تعلیم نے مسلمانوں کے دلوں میں ایسا سکہ جمایا ہے کہ وہ نصوص صریح آیات و احادیث کو بھی عقلی دلیل کے بغیر تسلیم نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ جس نسبت سے فلسفہ اور سائنس نے ترقی کی ہے اسی نسبت سے اختلافات مذہبی کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے ہر ایک شخص خواہ وہ قرآن و سنت سے مطلقاً بے بہرہ کیوں نہ ہو اپنے تئیں مجتہد خیال کرتا ہے۔ اور نہایت بیباکی اور گستاخی سے اصول احکام شریعت پر اعتراض کرنے کو اپنا فخر جانتا ہے اور بزرگان سلف کی روش سے اپنے تئیں علیحدہ رکھنا عین صواب خیال کرتا ہے اور باایں ہمہ جہالت کی وجہ سے علماء دین پر طعن و تشنیع کرنا اپنا شعار بنا تا ہے۔

ایسے نازک وقت میں علمائے دین کا فرض ہے کہ وہ سکوت اختیار نہ کریں کیونکہ حضور کی شریعت اور اسکی تبلیغ کا فرض انہیں لوگوں کا کام رہا ہے اور اب بھی یہ کام انہیں کے ذمہ ہے مگر افسوس کہ علماء کی حالت ناگفتہ بہ ہے

علماءنا منا یرون عجائبا
وھم علی ما یبصرون سکوت

میر اروئے سخن اسوقت صرف ان علمائے کرام کیطرف ہے جو واقعی علمائے باعمل ہیں اور جن کے دلوں میں حضور علیہ السلام اور آپ کی پاک سنت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے گو ایسے بزرگان دین کی تعداد بہت کم ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ایسا ایک شخص بھی وہ کام کر سکتا ہے جسکا مقابلہ کوئی جماعت بھی نہیں کر سکتی۔ میں آئندہ کسی پرچہ میں انشاء اللہ فرائض علماء پر بحث کرونگا اور دکھلاؤنگا کہ مسلمانوں کی موجودہ بدحالی کا الزام صرف علمائے دین کی طرف عاید ہوتا ہے۔ امراء اگر ان کی سعادت نہیں کرتے اور قوم بھی اگر ان کی بات نہیں سنتی تو انہیں ان باتوں کی ہرگز پرواہ نہیں کرنا چاہئے۔ انبیاء کے طریق تبلیغ کو مدنظر رکھکر مضمون

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

قوم کے کانوں تک احکام الٰہی کو پہنچانا چاہئے اور یوں سمجھنا چاہئے کہ قرآن مجید میں ایک ایسا غیر معمولی اثر رکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی مرد خدا اخلاص کے ساتھ دوسروں کے سامنے بطور حجت پیش کرے تو بمضمون فان الذکرٰی تنفع المؤمنین ضرور ہی منفعت بخش ثابت ہوتی ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ تبلیغ احکام کی صورت کوئی خاص ہو بلکہ جسطرح جب جگہ جس قدر نظر بحالات ممکن ہو اختیار کرلینی چاہئے۔ افسوس ہے کہ اہل بدعت و زنادقہ چاروں طرف کو دین میں فساد برپا کر رہے ہیں۔ دو دلوں میں الحاد و کفر کا بیج بو رہے ہیں۔ مگر پاک دین کی حمایت کے لئے کسی کو غیرت نہیں آتی۔ گویا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام پاک رسول صلعم کو جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اہل عالم پر سب سے اعلے اور افضل نعمت ایمان اسلام ان پر نازل کرکے ہمیشہ کیلئے انہیں مستغنی کردیا۔ فالحمد للہ علٰی ذالک۔
غرض حق یہ ہے کہ فرض تبلیغ کا بجالانا علمائے آخرت کا کام ہے جنہیں ہر دم یہ خیال رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میدان حشر میں جناب رسول اللہ صلعم سے خدا کے سامنے نادم ہونا پڑے۔ وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ حضور امت کے حال پر راتوں رویا کرتے اور بارگاہ جل و علا میں نہایت تضرع اور ابتہال سے دعائے مغفرت کیا کرتے ایسے ہی علمائے آخرت کا قول و فعل امت کیلئے حجت ہو سکتا ہے ورنہ علمائے دنیا جو زر و مال کی دھن میں لگے ہیں اور انہیں نہ خود سے ہی کبھی امت کے حال پر رونا نصیب نہیں ہوا۔ کچھ نہیں کر سکینگے بلکہ انہیں علماء کو خطاب سوء طلب کرنا رسول اللہ صلعم کی سنت کی ہتک کرنا ہے علمائے آخرت کا ادنے کام یہ ہے کہ دنیا اور مافیہا ان کی نظروں میں حقیر ہوتی ہے اور انہیں کسی امیر و بادشاہ کی پرواہ نہیں ہوتی ان کا کام نصیحت خلائق ہوتا ہے تقریرا و تحریرا۔ انہیں کی نسبت حضور نے ارشاد فرمایا۔ یوزن مداد العلماء یوم القیامۃ بدم الشہداء۔ ایک دوسری حدیث میں علمائے آخرت اور علمائے دین میں یوں فرق

بتلایا ہے لا تجلسوا عند کل عالم الا عالم یدعوکم من خمس من الشک الی الیقین ومن الریاء الی الاخلاص ومن الرغبۃ الی الزہد ومن الکبر یاء الی التواضع ومن العداوۃ الی النصیحۃ

حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ مجھے سلف سے یا شاد ری یہ خبر ملی ہے کہ بت پرستوں کے قتل کی ابتدا علمائے دین سے ہونی چاہیئے۔ حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ میرے پاس حضور علیہ السلام کے دس صحابہ نے یہ بیان کیا کہ ہم مسجد قبا میں قرآن کی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ ناگاہ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ تم جو چاہو سیکھو مگر اسکا ثواب اس علم کا اجر ہو گا جو تم دوسروں کو تعلیم کرو گے یعنی باخلاص نیت بغرض حمایت دین اشاعت کرو گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام ایک وعظ میں علمائے دنیا کو یوں خطاب کرتے ہیں کہ۔

اے علماء دنیا تم محض ریا کے طور پر نماز روزہ وغیرہ احکام کو بجالاتے ہو اور جس علم کو تم نے پڑھا ہے اسپر عامل نہیں ہوتے۔ تمہاری یہ روش کیسی بری اور ناپاک ہے تم لوگ محض زبانی باتوں میں پرہیزگار ہو حالانکہ تمہارے دل ہوس دنیا کی ہلاکت ہو رہے ہیں تم بالکل چھلنی کی طرح ہو جسکے اندر سے آٹا چھن کر صرف اس میں بھوسی باقی رہجاتی ہے کیونکہ تمہارے منہ کو حکمت و دانش کے کلمات نکلتے ہیں اور تمہارے دل بغض کینہ حسد لالچ وغیرہ سے پلید اور بے رونق ہو رہے ہیں۔ اے علماء دنیا! تم دنیا کے خدمتگار غلام ہو گئے ہو تمہیں آخرت سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ بھلا تم جیسا آدمی آخرت کو کیسے پا سکتا ہے۔ تمہارے دل تمہاری بداعمالیوں کی دہائی دے رہے ہیں تم نے دنیا کو سر پر اور اعمال کو پاؤں کے تلے رکھا ہوا ہے بخدا تم نے اپنی آخرت کو بگاڑ لیا ہے کیونکہ تم شب و روز صلاح آخرت کو چھوڑ کر صلاح دنیا کے پیچھے لگے ہوئے ہو تم سے بڑھکر دنیا میں کوئی شخص ذلیل اور خود پرست نہیں ہو سکتا خدا تمہارا برا کرے کب تک تم دوسروں کو رہنمائی کرتے رہو گے اور خود متحیر اور سراسیمہ ہو کر کھڑے رہو گے کب تک تمہارے منہ سے نور خدا نکلتا رہیگا اور تمہارے پیٹ یعنی دل ظلمتکدہ بنے رہیں گے۔ اے علمائے دنیا! دنیا عنقریب تمہاری بیخ کنی کرکے تمہیں منہ کے بل گرادیگی اس کے بعد تمہارے گلے میں رسی ڈالکر تمہیں ایک بڑے زبردست حکم الحاکمین کے سامنے پیش کیا جائیگا جو تمہیں تمہاری بداعمالیوں کی پوری پوری سزا دیگا۔ مذکورہ بالا حوالہ ایک مزلل عبارت کا ترجمہ ہے۔ جو بغرض مناسبت اس موقعہ پر لکھا گیا ہے ورنہ کتب احادیث میں علمائے دنیا کے متعلق جو کچھ مذکور ہے وہی کافی حجت ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص علماء کیطرف سے یوں کہنے لگے کہ موجودہ زمانہ میں علماء کی معیشت کو اسباب مسدود ہو رہے ہیں

اس لئے وہ ایک گونہ معذوری رکھتے ہیں مگر میں اس عذر کا جواب صرف اسیقدر کافی سمجھتا ہوں کہ علمائے آخرت کیطرف سے یہ عذر کبھی قابل سماعت نہیں کیونکہ یہ خیال ضعف توحید پر دال ہے اور جو حقیقت توحید سے ناواقف ہے وہ عالم کہاں؟ ہاں علمائے دنیا کے حق میں صحیح اور درست ہے سو ہمیں ان سے کچھ امید نہیں۔ تاریخ اس امر کا پتہ دیتی ہے کہ جن لوگوں نے دین کی خدمت کی ہے۔ وہ سب فقراء کا گروہ تھے میں یہ سطور نہ لکھتا با اینکہ مجھے یقین ہے کہ اکثر اصحاب برا منائیں گے مگر میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلیں مذہبی پہلو میں کمزور ہو گئی ہیں اور ہو جائیں گی اگر علماء کرام تلقین و وعظ سے انہیں راہ مستقیم پر لانیکی کوشش کریں تو بہت کچھ کامیابی کی امید ہو سکتی ہے مگر وہ کچھ نہیں کرتے۔ ان شاء اللہ (باقی آئندہ)

سے ہمارے علماء بہت عجیب عجیب خلاف شریعت امور میں پڑے ہیں اور انہیں عیب نہیں سمجھتے۔
سے علماء کی سیاہی قیامت کے دن شہداء کے خون سے وزن کیجائیگی ۱۲ منہ۔
سے ہر ایک عالم کے پاس مت بیٹھو ہاں اس عالم کے پاس بیٹھو جو تمہیں پانچ امور قبیحہ کو چھوڑ کر امور حسنہ کیطرف دعوت کرے۔ (۱) شک سے یقین کیطرف (۲) ریا سے اخلاص کیطرف (۳) ہوس دنیا سے زہد کیطرف (۴) تکبر سے تواضع کیطرف (۵) عداوت سے خیرخواہی کیطرف۔

سلطنت روسیہ اور مسلمان

اس وقت روسیہ کی عریض اور وسیع سلطنت کی قوت خواب خرگوش میں پڑی خراٹے لے رہی ہے جبکہ اس کے جاہ و جلال کا طمطراق اس پر خود خندہ زنی کر رہی ہے۔ اس سلطنت کی غیر معمولی وسعت نے سب کا دل دہلا دیا تھا اور روسیہ کے نام سے جان نکلتی تھی مگر آج وہی روسیہ اور وہی اسکی سلطنت ہے کہ کمزور دشمن بھی اس سے دو دو ہاتھ کرنیکے لئے میدان جنگ میں اتر آئی ہے یہانتک کہ اسمیں بہائی بھی روسیہ کو کچھ مال نہیں سمجھتے اور اس کے لئے بلائے بے درمان بن رہے ہیں۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تو اے معبود برحق بہت بڑا قدرت والا ہے۔

ہم یہاں روسیہ کی عظیم سلطنت کی عظمت دکھلا کے اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ابھی سلطنت کو کچھ آنچ نہیں آئی مگر ہوا بگڑ جانے سے سلطنت کی ساکھ جاتی رہی لین دین بند ہو گئے لوگ سرکاری بنکوں سے اپنا روپیہ واپس طلب کر رہے ہیں۔ روسی سرکاری کاغذ کا بھاؤ گر پڑا اور بغاوت کے خیالات کل روسی رعایا میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اب سنئے اسکی سلطنت کی وسعت کہ وہ مشرقی یورپ اور شمالی ایشیا میں پھیلی ہوئی ہے

ایک ایسی دیوار کھڑی کر گئے ہیں کہ ایک ہنگ ہنگ روسیہ اس کو نہیں پھلانگ سکتا۔

غازی عبدالحمید خان والئے دولت عالیہ کے عقوبت سلطان بین اس مین شبہ نہیں جب وہ تخت سلطنت پر بیٹھے مین اپنی عالداری کا بہت سا حصہ روسیون کی سازشون کی نذر کر چکے ہین۔ اور وہ بیچارے کرتے تو کیا کرتے ان کے ہاتہ سلطنت ایسی نیم مردہ حالت مین لگی کہ اس کی زندگی کے لالے پڑے ہوئے تہے جو کچہ ان سے کہا گیا وقتاً فوقتاً طوعاً وکرہاً انہین کرنا پڑا آخر جب انہون نے دیکہا کہ روسیون کی سازشون سے نجات اس وقت ہوگی کہ ایشیا اور یورپ کو ریلون کے ذریعہ سے ملا دیا جائے تو امن کی صورت نکل آئیگی۔ سلطان المعظم نے سچ کے جرمنی سے دوستی پیدا کی۔ اندرونی اور بیرونی سازشون کی وجہ سے خود تو پائے تخت کو چھوڑ نہین سکتے تہے۔ اس لئے شہنشاہ جرمنی کو بلا یا وہ بیچارہ وطلب خاطر آیا۔ اس سے ریلوے کا متعلق گفتگو ہوئی اور جب تک کل باتین طے نہ ہوگئین اسے راز مین رکہا گیا جب کمپنی وغیرہ قائم ہوگئی تو یہ راز کھلا پھر کیا تہا روس کے مرچین لگ گئین اور زار کو بیٹھے بٹہائے لگا کہ یہ کیا غضب ہوا پھر میری دال کیونکر گلیگی اس نے اس ریل کی تعمیر کو روکنے کے لئے سفر کیا اور سارے میں پریشان مارا مارا پھرا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اور بغداد ریلوے بنی شروع ہوگئی جو پانچ سال کے عرصہ مین قسطنطنیہ تک پہنچ جائیگی۔ جب زار پریشان ہوکے بیٹھ رہا اور کوئی اس کا ساتھ نہ دیا تو اس نے اپنے وزیر خارجہ کو لبغاریا بھیج کے امیر فرڈی نینڈ کو اکسایا کہ یہ وقت ترکون پر حملہ کرنیکا بہت اچھا ہے۔ اور اس کے بعد سعدونیہ مین غدر کرادیا۔ ادہر لبغاریا ترکون سے جنگ کرنیکے لئے تل گیا اور عام طور پر یہ خیال پیدا ہوگیا کہ لبغاریا کے پیچھے روسیہ چھپا ہوا ہے یہ خیال غلط نہ تہا ترکون نے بھی مجبوراً جنگ کی تیاری کرلی تہی۔ یہان یہ سامان ہو رہے تہے اور وہان روسیہ کی قسمت اس پر زہر خند کررہی تہی کہ یکایک جاپانی بیڑے نے آدہی رات کو بندر آرتھر پر حملہ کرکے روسیہ کے تمام منصوبون پر خاک ڈالدی۔ و انا بقدرنا الذیہ لاجعون اب اسے اپنے جان کے لینے دینے پڑ گئے ہیں۔ نہ بغداد ریلوے کی مخالفت کا ہوش رہا اور نہ بلغاریا کی حمایت اور سعدونیہ کے مفسدون کی امداد و خشک کرانے کا یہ خیال کچہ بہی نہین۔ اس کا جہازی بیڑہ بالکل غارت ہوچکا ہے اور اگر کچہ ٹوٹے پہوٹے روسیہ جہاز موجود ہین تو وہ عنقریب غرق ہوجاینگے۔ بغداد ریلوے خوب دہڑلے سے بن رہی ہے۔ بلغاریہ نائل بانحتی نظر آتا ہے کیونکہ جس لوٹے کے بل وہ کودتا تہا وہ کہر تا ہی اور ہو گیا ہے کیا زندگی خاک ہے۔

جو چاہتا ہو کرنا ہے جو چاہیگا کریگا
یہ بات حکومت کی اسی کو ہی سزا ہے

روسیہ کے ساتہ یہ عجیب بات ہوئی کہ جس سلطنت قائم جالیس لاکہ جرار فوج موجود مگر ہوا ایسی بگڑی

کر منہ دکہانے کو جگہہ نہ رہی اور ملک و دین مین فرق آگیا اور کل سلطنت کی بنیادین بہی ہل گئین۔ دیکہئے آئندہ خدا کو کیا منظور ہے۔ غیب کا حال کوئی نہیں جانتا۔ سفی الحال یہ بات تو ضرور ہوئی کہ سیاہ زرون کا پہیا بہت دن تک روسیہ کا چہوٹ گیا۔ آگے جو کچہ ہوگا وہ دیکہا جائیگا۔ اب تو روسیہ کو اپنی ٹوپی سنبہالنی مشکل پڑ گئی ہے۔ (کرزن گزٹ)

اسلام اور نسب

بعد از بعثت یہ امر ہمیشہ مرکوز خاطر اقدس (علیہ الصلاۃ والسلام) رہا کہ تمام عرب فقط قوم کے صحیح مفہوم مین ایک نیشن ہو جائے۔ مگر غرور نسب جو عربون کی جبلت مین داخل تہا۔ ایک مضبوط اور ہوشیار گنار روک قومیت کے راستہ مین حائل تہی جب تک یہ روک تمام دور نہ کیا جائے کل امتزاج نہین ہو سکتا تہا۔ سب سے زیادہ نسبی غرور کا مرض قریش مین تہا۔ اس مرض اخلاقی کے دفعیہ کیواسطے جناب والا نے اپنے خاندان مین زید کا نکاح کردیا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ - کا عملی ثبوت دینے کیلئے حبشہ مین مختلف ممالک مین قاصد روانہ کئے گئے تہے تو اسلامی ایلچی کو قوم غسان نے (جو عراق عجم مین رہتی اور عربون سے عیسائی ہوگئی تہی) مار ڈالا ان کی سرکوبی کیواسطے جو لشکر مہاجرین و انصار کا بہیجا گیا۔ اس کا سپہ سالار زید بن حارث تہا۔ زید لڑائی مین شہید ہوا جب سنہ ۸ھ مین مکہ فتح ہوگیا اور سلسلہ مہاجرت ختم ہوگیا۔ کیونکہ عرب کا کوئی حصہ دارالحرب نہ رہا تہا اور سنہ ۱۰ھ مین حجۃ الوداع کے بعد قریباً تمام عرب مسلمان ہوچکا تہا۔ اب دوبارہ قوم غسان پر فوجکشی کا اعلان کیا گیا۔ اسامہ بن زید اس لشکر کا جو تمام قبائل عرب سے تیار کیا گیا تہا۔ افسر مقرر کیا گیا تہا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسامہ کے ماتحت کئے گئے یہ لشکر بوجہ علالت پیغمبر خدا ان کی زندگی مین روانہ نہ ہو سکا۔ بعد مین حضرت ابوبکر نے روانہ فرمایا اور خود پیادہ دو تین میل تک اسامہ کے ہمرکاب گئے۔ اسمین حکمت یہ تہی۔ کہ اسامہ اپنے باپ کا انتقام لینے مین کوئی دقیقہ اٹہا نہیں رکہیگا اور نیز یہ کہ تمام اہل عرب پر واضح ہو جائے۔ کہ نسب فی الحقیقت خدا کے نزدیک کوئی ایسی چیز نہین۔ جسپر بیجا فخر و ناز کیا جائے۔ زید کی سپہ سالاری مین مہاجرین و انصار کو چلایا۔ اور اسامہ کے افسر مقرر کرنے سے تمام عرب کو اس کا عملی ثبوت دیا کہ غلام اور غلام زادہ امیر زادہ کے برابر بلکہ بڑہکر ہے۔

یہ ہے اعلیٰ تعلیم اور یہ ہے اس کا عملی ثبوت جسقدر زیادہ سمجہیں سوچین غور کرین۔ اسی قدر

ہماری عقیدت ذات اقدس پر بڑہ جاتی ہے۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

تمام وہی وخیالی کبر و نخوت جو عقائد باطلہ اور اوہام فاسدہ نے پیدا کر رکہے تہے۔ بتدریج دور کر دیئے تہے۔ جو اصول بیان فرمائے ان کا اپنے طریق عمل سے ثبوت دیا۔ جہان سوز منافرت کے بجائے عالمگیر اخوت (یہ ضرب المثل برادر ہو) قائم کی۔ اور آخر کار عبرت انگیز تاریخی واقعہ بیان کرکے اعمال صالحہ کو معیار شرافت قرار دیا۔

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ

حضرت نوح نے فریاد کی کہ بار الہا تیرا وعدہ میرے اہل و عیال کو بچانے کا تہا میرے بیٹے کو غرق ہونے سے بچا۔ ارشاد ہوا کہ وہ تیرا بیٹا نہین اور نہ تیرے عیال مین داخل ہے کیونکہ اس کے اچہے عمل نہیں۔

چو کنعان را طبیعت بے ہنر بود
پیمبر زادگی قدرش نیفزود

انسانیت کو خالص سونے پر جو صدیون سے نسبی ملمع چڑہا ہوا تہا اخلاق فاضلہ کی کٹہالی مین تپایا۔ اور آخر کار خالص سونے کو الگ کردیا یہی وہ تعلیم جس سے حضرت علی متاثر ہوکر یون فرماتے ہین۔

انا ابن لنفسی کنیتی ادبی
اوکان من عجم او من العرب
ان الفتی من قال ھا انا ذا
لیس الفتی من قال کان ابی

مختصر یہ کہ جب وہ عوارض جو انسان کی غلط کاریون نے پیدا کر رکہے تہے اسلامی تعلیم کی برکت سے دور ہوگئے۔ تو جوہر انسانیت نے اپنا خوشنما چہرہ دکہایا۔ اور ملک کے اس سرے سے اُس سرے تک عالمگیر اخوت قائم ہوگئی۔ کہان وہ زمانہ تہا کہ بہائی بہائی کا دشمن اور کہان یہ وقت کہ تمام ملک وقوم یک جان دو قالب ہے اور عرب کے ہر ایک گوشہ سے یہ صدا آرہی ہے۔

آفتاب یک و بار دگر ہر یک صد و نیم
آشنا ایم با ہم ہمہ کس بیگانہ نیست

وائے بر حال ما۔ یہ اعلیٰ تعلیم اور یہ استخوان فروشی۔ فاعتبروا الخ۔

(خاکسار الف الدین) (وکیل)

مدرسۃ القادیان وبربر افریقیا

ما کان غایۃ امرنا وقصوی شاننا ھذا الصلاۃ لکلمۃ الاسلام وتائید الدین وما تحسبنا انہ ینفعنا فی اولادنا ھو مدرسۃ القادیان رجاؤنا بانہ عسی ان تدب فی نفوس اولادنا روح الحیات مرۃ اخری نعوذ لاولادنا والذین یتعلمون یرضعون الآن وھم صغار لبان العلوم الدینیۃ ونرجوا من اللہ انھم ھم الذین سیصیرون رجال المستقبل وسیکون منھم الکاتم والواعظ والمتفظ ومنتھی المستظہر و العلوم ویمارسونھا فعلا اتوا بالاعمال المفیدۃ للاسلام والمسلمین وکان ذلک الامر الذی حل المسیح ابن المسیح الموعود علیہ السلام علی ان حرض المؤمنین علی انفاقھم اموالھم فی ھذا السبیل ابتغاء لمرضات اللہ فنشکر اللہ تبارک علی ان القوم قاموا مخلصین اعنا قھم لامر الامام فبذلوا اموالھم وجاھدوا بانفسھم ولا ینسا نذعوا لاخینا السید الدکتور جلال الدین الذی حملتہ الحمیۃ الاسلامیۃ علی ان اجمع کلمۃ اہل البربر وتوحّد وجہتم فسلکوا الیھم مسالک الصلحاء وقدموا الدین علی الدنیا فارسلوا من اموالھم لمدرستنا ھذا ما ظہرت تکون بہم مرجو من المال وانتفعت المدرسۃ بہم ومن خیرات ارضھم ونخص بالذکر الرجل الکبیر بابو ہری چند ومن سعد من اہل الہنود وباظہرت منہم ھذا الحمیۃ الفاضلۃ مع کونہم من غیرنا ونخص بالذکر۔ اخانا محمد قدار۔ واخانا احمد محمد سید الوب واخانا حاجی لالجی ومحمد یوسف علی وعارف حسن وعبد المجید وغیرھم الذین قاموا لنصرت الدین القویم۔ فنسئل اللہ لنا ولہم العافیۃ فی الدین والدنیا والآخرۃ۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

دت ریلیجن سب سے اونچی اور اعلیٰ درجہ کی تنقید کی
بناء پر کہتا ہے کہ بائیبل کی وہی قدر و قیمت ہے
جو قرآن شریف اسے دیتا ہے اور اسطرح مسٹر پونگ
روکے دیتے ہیں کہ وہ بائیبل کی تعلیم کو خیر باد کہیں
جو اسطرح باطل ثابت ہو چکی ہے۔ اور وہ اس
امر کو تسلیم کریں کہ یسوع کی بابت تمام الوہیت کے دعوے
انسانوں سے کچھ بھی زیادہ نہیں اسطرح اس جدید
تنقید کی زبردست رو کے سامنے بائیبل ایک تنکے
کیطرح بہ گئی ہے۔ اور یہی اسکی قسمت میں تھا۔
دنیا بھر میں عیسائیت کی یہ خطرناک اور انجام بد
کی دھمکی دینے والی حالت اس فوری اپیل کا موجب
ہوئی۔ جو اس ملک میں کیمبرج اور آکسفورڈ کی
یونیورسٹیوں کے چانسلروں سے کی گئی۔ بعض ان
ارباب کی موجودگی میں مجلس اشاعت انجیل کی
یہ کمیٹی اگر اسکا فوری جواب نہ دیا گیا تمام ممالک
غیر کے مشنری کام کو تنزل کیے بغیر نہ رہیگی اسلیے
اسکا جواب ضرور ہونا چاہیے۔ ممبر انجمن تعلیم
عیسویت نے حال میں ایک کتاب شائع کی ہے جس
میں مندرجہ ذیل فقرات درج ہیں "میری رائے
میں تمام تاریخ عالم میں یسوع کی شخصیت یقیناً مسیح
سے دوسرے درجہ پر ہے اگرچہ کہنے میں ہم اسکو
موسیٰ سے افضل قرار دیتے ہیں۔ اسطرح مندرجہ
بالا الفاظ میں (جو اسقف اعظم ولسن نے لکھے
ہیں۔ اور بعنوان ایس۔ پی۔ سی کے طبع ہوئے
ہیں) ابراہیم۔ الیاس۔ داؤد۔ یسعیا۔
انجیل نویسوں اور حواریوں کنواری مریم اور
پولوس رسول کا درجہ یسوع سے کم درجہ پر قرار
دیا گیا ہے" مزید براں برٹش چرچ کانگرس میں
ایک بشپ نے جسکو کینن ڈربو اور کینن کیطرح
سالہائے دراز تک ایک اعلیٰ درجہ کا انگریز محقق
ہونیکا فخر حاصل رہا ہے۔ انہیں قیاسات کا
اعادہ کیا ہے جن کی بنا پر بائیبل کی صحت و صداقت
کا انکار ہندوستان آسٹریلیا اور دیگر حصص دنیا
میں مبنی ہے ایسی تمام تنقیدوں کے جوابات
خواہ وہ کسی طرف سے دیے گئے ہوں پہلے سے
موجود ہیں کیونکہ گذشتہ چند سال کے اندر ایک
کافی ذخیرہ ایسی کتابوں کا موجود ہو گیا ہے
جو انگلستان اور جرمن کے پروفیسروں کی ماہرانہ
تصنیفات ہیں نیز ان لوگوں کی تصنیفات ہیں
جو بائیبل کی جدید تنقید کے ہر شعبے کے ماہر ہیں
ان کتابوں میں منقولی طور پر اعلیٰ درجہ کی تحقیق
کی نکتہ چینیوں کی تردید کیگئی ہے اور اسطرح پر
نو خیزیوں کی صداقتوں کو مکرر قائم کیا ہے مجلس
متعلمین بائیبل حال ہی میں انگلستان اور سکاٹلینڈ
میں قائم کیگئی ہے۔ جسکا خصوصیت کے ساتھ
یہ مطلب ہے کہ وہ اعلیٰ تنقید کے ملک میں بائیبل پر حملوں کی
مدافعت کے علم کی اشاعت کرے اور اسطرح پر ہر شخص
کی وسعت کیموافق بائیبل کی معقول حفاظت کے
اوزار اور مصالح کو بہم پہنچائے۔ اگر اس ملک کے
عیسائی رکھتا ہے تو بائیبل کی کامل مدافعت یا
حفاظت اس ملک کی قومی زندگی کا ایک ضروری
جزو ہو گیا ہے اور ان زبردست کوششوں کو
دیکھ کر مدرسوں میں اور بائیبل کی جماعتوں کی

اعلیٰ تنقید کے اصول سکھا کر انکو ان اصولوں پر
قائم کرنیکے لیے کی جاتی ہیں۔ علاوہ بریں یہ امر
بھی زیادہ ضروری معلوم ہوتا ہے + بالآخر یہ
آخری تدبیر جو ان برباد کن محققوں نے پارہ پارہ
شدہ بائیبل کے معاوضہ میں پیش کی ہے۔ یعنی
"مسیح بذات خود اور اسکی تعلیم" ہے" اور یہ دونوں
کینیوس سکول اور انسائیکلو پیڈیا ببلیکا کی تمام
کوششوں سے برباد ہو گئی ہیں کیونکہ انہوں نے
مسیح کو ایک ایسا معلم قرار دیا ہے جس سے صدہا
خطا ہوتا رہا۔ اور اسکو ایک معمولی انسان کے
درجہ پر تنزل کیا ہے اسطرح کچھ بھی باقی نہیں رہا
ہاں ٹھیک اسی طرح جیسے پہلے کہا گیا تھا۔
مجلس متعلمین بائیبل میں چند مشہور علماء
عصر بھی شریک ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم میں نمایاں تبدیلی ہو رہی ہے۔ اس کے
ساتھ ہی بیماری کی شکایت بھی ہے۔ قادیان
کے اردگرد کے بعض دیہات میں طاعون زور کر
رہی ہے۔

۲۔ پتنگ بازی کی یہاں بھی دن بدن کثرت
ہو رہی ہے۔ ۲ بجے کے بعد کوٹھوں اور گلیوں
اور راہ کے میدانوں میں اچھا خاصہ
ہجوم چھوٹے لڑکوں اور نوجوانوں کا ہو جاتا ہے
افسوس ہے کہ یہ مرض بھی طاعون کیطرح عالمگیر
ہوتا جاتا ہے۔ اسکا انسداد اگر ملکی ریفارمر
نہیں کر سکتے تو کم از کم ان لوگوں کو گورنمنٹ
ہی سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ اسکے انسداد
کے لیے معمولی قواعد تجویز کر دے۔ ورنہ اس
بیماری کے بڑھنے کا نتیجہ یہی نہیں کہ کوٹھوں
اور چھتوں سے لوگ گر گر کر ہلاک ہوتے ہیں اور
ملک کا بہت سا روپیہ ایک فضول اور بیہودہ
کام میں ضائع ہو رہا ہے بلکہ بعض اوقات
اس سے خطرناک مخالفت کا بیج بھی بویا جاتا ہے

۳۔ بمبئی کے ناپاک اور فحش گیت خصوصاً
سے شہر و دیہات میں بھی آ پہنچے ہیں ہم نے اخبار
میں پڑھا تھا کہ لاہور کی پولیس اسکے انسداد
کی کوشش کر رہی ہے۔ اچھا ہو اگر ایسا ہی انسداد
گورنمنٹ کی طرف سے ہو کیونکہ ہم دیکھتے
ہیں ملک کا مذاق بگڑ جانے کی وجہ سے اہل
ملک خود فکر نہیں کرتے + کیا وجہ ہے کہ
جب قانوناً شارع پر ننگا ہونا جرم رکھا گیا ہے
تو گالیاں دینا جرم نہ سمجھا جاوے + اس قسم
کی بیہودگیوں سے اور بیہودہ گیتوں سے بھی ملک
کے عوام کے اخلاق بگڑ گئے ہیں بہت حصہ
بگڑ گیا ہے + ہمارے محسن و مخدوم حکیم الامت
فرماتے ہیں کہ جب ایک شخص کے الفاظ اور طرز
بیان سے اسکے اخلاق اور چال چلن کا پتہ لگتا

کرتا ہوں۔ حقیقت میں یہ بالکل سچ ہے ملک کے
سفارت گیت اور ضرب الامثال اسکے اخلاق
کا بہترین پیمانہ ہے

۴۔ آریہ سماج قادیان کا دوسرا سالانہ
جلسہ اپریل کی ابتدائی تاریخوں میں ہونیوالا ہے
پولیس کا انتظام بھی غالباً سال گذشتہ کیطرح
خاطر خواہ ہو گا۔ آریہ سماج قادیان کے لیڈروں
کو مناسب ہے کہ وہ اپنے لیکچراروں اور اپدیشکوں
کو بولنے سے پہلے ہدایت کر دیں کہ وہ مشتعل
اور دل آزار تقریروں سے جلسہ کی رونق
بڑھانے کا خیال چھوڑ دیں بلکہ جہانتک ان سے
ممکن ہے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں
یا قومی ضرورتوں سے اپنے سامعین بھائیوں کو
آگاہ کریں وہ مذہب کامل اور حقیقی مذہب
نہیں ہو سکتا جس کی بنیاد دوسروں کو برا کہنا
ہو اور اپنے اندر بھلائی نہ رکھتا ہو + امید ہے
آریہ اپدیشک خود اس اصل سے واقف
ہونگے اور سال گذشتہ کی طرح ضرورت نہ ہوگی
کہ پولیس عہدہ دار خود ان کے لیکچرار
کو بند کرنے کی ہدایت کرے یا پریذیڈنٹ
کا بیٹھنا ہو بہ حیثیت میر مجلس اسکو اپنے
لیکچر کی تیزی اور ناشائستگی سے روکے۔

متفرقات

نواب محسن الملک علی گڑھ کالج میں احیاء عربی کی
تجویز کی خطرناک مخالفت کر رہے ہیں کیونکہ
ان کے نزدیک عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم قوم
کے حق میں سراسر مضر ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد صاحب
بھی ایک مضمون اسی کی تائید میں شائع ہوا ہے
افسوس! وہ پاک زبان جو مسلمانوں کی قومی
ہی نہیں مذہبی اور علمی زبان ہے
اسکے احیا اور ترویج کو قوم کے لیے مضر سمجھا
جاتا ہے اور مضر سمجھنے والے بھی کون؟ قوم کے
بہی خواہ! قومی درد سے بیتاب دل رکھنے
والے ریفارمر!!

بے پردگی اور آزادروی کی کچھ ایسی ہوا چلی ہے
کہ خالص اسلامی سلطنت روم میں سلطان
المعظم کو اسکی روک تھام کی فکر لاحق ہوئی ہے
انہوں نے اعلان کیا ہے کہ شرع شریف میں
پردہ کے لیے حکم ہے جس کے مطابق مسلمان
عورت کا لباس اوڑھنا وغیرہ قرار پایا لیکن
کچھ عرصہ سے ستر اسلام کے خلاف اس شرعی
لباس میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے۔ کرتے کی
آستین غائب اور جیب و گریبان کا پیمانہ بڑھایا
گیا ہے گویا وضع عورتوں نے فیشن کی
تقلید کی وجہ سے اختیار کی ہے لیکن غور کرنے
سے یہ طرز لباس بالکل ہی بیہودہ معلوم ہوتا ہے
دوپٹہ اوڑھنے کا طریقہ ایسا واہیات ہو گیا ہے
کہ عورتوں کے تمام بال کھلے رہتے ہیں حالانکہ
ان کو چھپائے رکھنا ہی لازم ہے اکثر لوگ اپنی
بیویاں بیٹیاں کو باہر نکلنے کی اجازت دیتے ہیں
اور وہ چھوٹی لڑکیوں کیطرح غیر موزون بالوں
میں بازاروں کی سیر کرتی پھرتی ہیں یہ سب
باتیں دیکھ کر سلطان المعظم نے حکم صادر فرمایا
ہے کہ آئیندہ سے کوئی عورت بے برقع بازار میں
جانے نہ پائے۔ عورتوں کے وارثوں کو ہدایت
کی جاوے کہ وہ انہیں روکیں اور بصورت
خلاف ورزی قانونی سزا بھی دیجا سکے گی۔

ایک شخص پیسہ اخبار میں طاعون کا مندرجہ ذیل
علاج شائع کرتا ہے جسکو فائدہ عام کے لیے ہم
یہاں درج کرتے ہیں شاید کسی کو فائدہ پہنچے
اصل علاج طاعون کا وہی ہے جو حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سچی توبہ
اور خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے
معاملہ صاف کیا جاوے اور مندرجہ ذیل کی بات کو
ہنسی میں نہ اڑا جاوے۔ تدبیر کا سلسلہ بھی چھوڑنا
چونکہ مناسب نہیں ہے اسلیے ہم وہ نسخہ نقل
کرتے ہیں۔ وہ نسخہ یہ ہے۔

(۱) جن مریضوں کو مسہل دیا گیا تقریباً اچھے ہوگئے
اور جن لوگوں نے اس فصل میں مسہل لیا وہ قطعاً
بیمار نہ ہوئے

(۲) حالت بخار و سرسام میں۔ ٹانک مکسچر
ایکسٹریکٹ ایمونیا الٹیس سوڈا بائی کاربونیٹ
۳ قطرہ ۱ ڈرام
گنٹیا سلفاٹی شورہ قلمی لعبہ مکسچر
۱ ڈرام ۹ گرین
میں مکسچر کرکے تین تین ڈرام۔ تین تین گھنٹہ
بعد دینے سے بہت جلد آرام ہوتا ہے

(۳) ترک غذا بہت مفید ہے

(۴) سر پر سفیدہ بیضہ مرغ۔ صندل سفید
سرکہ خالص روغن گل کشنیز خشک لگانا مفید ہے

(۵) بحالت سرسام لا گراپنی کا پلستر مفید ہے

(۶) گلٹی پر بعد جونک لگانے کے جب اسکی [illegible]
پکانا ہو۔ تنکچر آیوڈین کا لیپ مفید ہے
اور خاکستر گولہری لکڑی کی ٹکیہ گرم مفید

جوش طبع اور بچے۔ ہم اپنے بچوں کی
عادات میں جوش طبع کو کہا تک بڑھائیں
اور کس موقع پر روک دیں۔ مہذب لوگوں
کے بیجا جوش اور دہقانیوں کی بد اخلاقی
میں خیر الامور اوسطہا انتخاب کرنا بڑی
ٹیڑھی کھیر ہے۔ جس وقت ہم بیجا جوش کی
طرف میلان طبع کو روکتے ہیں اسوقت ہم
کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہم جائز جوش کی
بیخ کنی نہ کر بیٹھیں۔ جو بہیمیت کی اصل
بنیاد ہے۔

(مائیر از جنرل)

مراسلات

مباحثہ مابین مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی سوداگر تماپور علاقہ دکن و پادری گولڈسمتھ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بمقام تعلقہ شوراپور ضلع لنگسگور علاقہ نظام سرکار عالی حیدرآباد دکن میں امسال پادریوں کا جلسہ بتقریب عید کرسمس قرار پایا تھا۔ ایک پادری مدعو کئے گئے۔ بانی جلسہ نانیا پادری کے مکان میں ۹ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کو پادری گولڈسمتھ صاحب بہادر کا وعظ سننے کیلئے دعوتی رقعے تقسیم ہوئے منجملہ ان کے ایک رقعہ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب سوداگر تماپوری کو بھی ہوا تھا۔ سات بجے رات کو پادری صاحب کا وعظ شروع ہوا۔ جسمیں یسوع مسیح کا ابن اللہ ہونا اور سولی پر مر کر پھر زندہ ہونا بیان کرتے ہوئے بذریعہ قربانی یسوع۔ کفارہ کا نتیجہ نکالا گیا۔ وعظ ختم ہونے کے بعد یہ خوشخبری سنائی گئی کہ کسی اور صاحب کو بیان کرنا ہو تو کرے۔ اس اجازت سے جناب مولوی سید عبد الشکور صاحب مددگار مدرس مڈل سکول شوراپور نے اپنی تحریر جسمیں خدائے پاک کی ہمہ صفت لاولدیت اور رسول مقبول صلعم کا شفیع ہونا مولوی محمد عبد اللہ صاحب کو یہ امید نہ تھی کہ اس جلسہ میں دوسرے لوگوں کو بھی کہنے کی اجازت ہوگی۔ مگر سید صاحب موصوف تحریر پڑھ چکے تو ایک امید ہوگئی۔ بنا برین مولوی صاحب موصوف بھی سننے کو کھڑے ہو کر تقریر ذیل سنائی

حضرات حاضرین جلسہ۔ انکا سارا کچھ مرسوم ہی ہے یہ کہ موقع ہے۔ جو بیباک کر رو برو بولنے کے لئے کھڑا ہو ہے ایسے بڑے بڑے جلسوں میں جسمیں تعلیم یافتہ پادری صاحبان اور عہدہ داران سرکاری موجود ہوں۔ اچھے اچھے مقرر بھی اپنی تقریر کیوقت ہچکچاتے ہونگے۔ اگر یہ **عاجز** بھی اپنی اس تقریر میں کہیں رکے اور ہچکچائے تو اسکی کم علمی اور ناتجربہ کاری پر محمول کرکے چشم پوشی فرمائیں۔ **صاحبو** دنیا میں ہر ایک انسان کی غرض ابدی **نجات** کا حاصل کرنا ہے۔ اسوقت مذہبی لحاظ سے دنیا میں تین گروہ نظر آتے ہیں۔ ایک تو **عیسائی** دوسرے ویدانتی تیسرے۔ **اہل اسلام** ہمکو چاہئے یہ دیکھنا چاہئیے کہ ان ہر تین مذاہب میں نجات پانے کے کیا کیا طریق ہیں۔

سامعین! عیسائیوں کے ہان نجات کا یہ ذریعہ ہو چکا ہے کہ تمام لوگوں کے گناہ کے عوض یسوع مسیح کی قربانی کیگئی سو اب اس پر جو ایمان لاتا ہے وہ نجات پاتا ہے۔ صاحبو! ویدوالوں کے ہاں نجات کا یہ طریقہ ہے کہ اپنے گناہ کے عوض گائے۔ بیل۔ بھینس۔ بکری۔ گھوڑے۔ بلے۔ وغیرہ کا جنم لینا ہوتا ہے۔

حضرات! قرآن شریف کے رو سے اہل اسلام کے ہاں نجات پانے کا یہ طریق ہے کہ پچھلے گناہ سے توبہ کیجاوے اور آئندہ کیلئے خدائے کریم کی ذات حاضر ناظر سریع الحساب شدید العقاب ہونے کا یقین حاصل کرکے اور اوامر الٰہی کے عامل ہو کر منہیات سے پرہیز کرتے ہوئے اس کے فضل کا امیدوار رہے۔ وبس

منصفین! اب خاکسار ان ہر تین نجات کے طریقوں کو مختصر طور سے پبلک کے روبرو پیش کرکے فیصلہ کا امیدوار رہیگا۔

پہلا کفارہ سے نجات حاصل ہونے کا مسئلہ ایک ایسا بیہودہ مسئلہ ہے۔ کہ ایک تھوڑی سی عقل رکھنے والا آدمی بھی اس بات کا کبھی قائل ہوگا کہ گناہ تو کریں ہم اور مارا جائے **غریب بیچارہ یسوع مسیح!!!**

تثلیث پرستوں کا قول ہے کہ خداوند کریم رحیم و عادل ہے۔ اگر بندوں پر رحم کرکے چھوڑ دے۔ تو عدل کے خلاف ہو۔ اگر عذاب کرے تو رحم کی بھی خرابی ہے اس لئے اپنے **اکلوتے بیٹے** یسوع کو دنیا میں بھیجکر ساری دنیا کے گناہوں کے بار و بوجھ کے صدقہ میں سولی دیا۔ تاکہ عدل و رحم دونوں برقرار رہے۔

حضرات غور سے دیکھا جائے۔ تو اس بنا و کفارہ کی تحکم قائم رہتا ہے نہ عدل۔ کیوں؟ ایک کے بدلے میں دوسرے کو سزا دینا سراسر عدل کے خلاف ہے۔ گناہ کریں ہم اور قربان جاوے یسوع!! رحم تو اس سے بڑھکر کیا ہوگا۔ کہ دوسروں کے گناہ کے عوض بیٹے کے گلے پر چھری پھیری جاتی ہے۔ اگر غور سے بدلائل دیکھا جائے۔ تو انجیل ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ کفارہ کی عمارت ہی بے بنیاد ہے یسوع سولی پر ہرگز نہیں مرا بلکہ وہ زندہ اتر کر مفقود الخبر ہوگیا۔

ثانیا ویدانتیوں کے ہاں بھی جو نجات کا طریق ہے وہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ چونکہ دودھ۔ دہی۔ گھی۔ مسکہ۔ چھاچھ وغیرہ یہ ایسی عمدہ چیزیں ہیں کہ جو ویدانتی یعنی اہل ہنود بھی روحانی غذا سمجھتے ہیں اگر ہزار ہا طبیب ملکر ایک عرقیات بناکر دودھ بنانا چاہیں تو ہرگز نہیں بنا سکتا مگر یہ سب چیزیں جنکی کس کی ہیں؟ گناہوں کی۔ کیونکہ جب ہم گناہ کریں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ گائے بھینس وغیرہ پیدا ہونگی۔ پھر دودھ دہی وغیرہ کہاں سے!!

تجربہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ گیہوں گیہوں اور جو جو اگتی ہے۔ مگر یہ عجیب شے ہے کہ گائے وغیرہ سے اجلا سا گوا نے گنے لگا۔

اب ہم وید کی رو سے کسطرح لوگوں کو یہ کہیں کہ تم گناہ کثرت کرو۔ کیونکہ اس کے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہونگے کہ دودھ زیادہ کرو۔ گھی زیادہ کرو۔

ثالثاً اب اسلام کو نجات کا طریقہ پیش کیا جاتا ہے یہ تو معلوم ہے۔ کہ گناہ ایک مہلک بیماری ہے۔ بیمار کے لئے طبیب اول پہلے جلاب دیتے ہیں۔ تاکہ پچھلا مواد فاسد سب نکل جائے۔ پھر عمدہ غذا جو اس کی طبیعت کے موافق ہو کھانے کیلئے کہکر ان چیزوں کا پرہیز بتاتے ہیں جن سے بیماری عود کرنے یا بڑھنے کا خوف ہو۔ پھر دوا کا نسخہ بیماری کو زائل اور طاقت کو بحال رکھنیوالا تجویز کرتے ہیں۔ ایسا ہی مذہب اسلام میں گناہ کی بیماری کیلئے توبہ بجائے جلاب کے ہے۔ اور گناہوں سے بچنا بجائے پرہیز کے ہے۔ اور عبادت الٰہی بجائے غذائے لطیف کے اور آئندہ کے لئے تاکہ بیماری عود نہ کرے۔ اللہ جل جلالہ کی ذات و صفات پر یقین رکھنا ہے۔ چونکہ انسان کو جو یقین سانپ کے زہر کی نسبت ہے۔ کبھی سانپ کی بل میں ہاتھ ڈالنے نہیں دیتا۔ پھر خدا کے حاضر و ناظر و سریع الحساب شدید العقاب ہونے کا یقین گناہ میں کیونکر جانے دے گا اگر کسی باغ میں ہم جائیں۔ دل میں یہ خیال ہو کہ اس کا مالک کہیں ہوگا۔ تو اس کے میوے چرانے میں جرأت پیدا ہوگی۔ اگر یہ یقین ہو کہ باغ میں موجود ہے۔ اور دیکھتا ہے چرانے والوں کو سزا دیتا ہے۔ تو ہرگز کی جاوے گی۔ ایسا ہی اگر لوگوں کا ایمان خدا ہوگا کرے ہے۔ اگر ہے کرکے ہوتا تو کبھی گناہ کی طرف نہ جھکتے۔ یہ وہ نسخہ ہے جو مذہب اسلام نجات کیلئے مقرر کرکے رکھا ہے۔ افسوس کہ اس نسخہ کے استعمال کرنیوالے بہت کم پائے جاتے ہیں

حضرات! ان ہر تین نجات کے طریقوں میں سے کونسا طریق عمدہ ہے۔ ہر ایک شخص بجائے خود فیصلہ کرلے سکتا ہے بشرطیکہ وہ محقق ہو نہ کہ مقلد

یہ تقریر ختم ہونے کے بعد جلسہ برخاست ہوا دوسرے دن صبح کے آٹھ بجے پادری گولڈسمتھ صاحب قصبہ تماپور جو شوراپور سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ مولوی صاحب کی مسجد میں آئے۔ اور یسوع کے سولی پر مرنے کی بحث چھڑ گئی۔

پادری صاحب: ابھی مولوی صاحب کل آپنے تکچر میں حضرت یسوع کا سولی پر نہ مرنا بیان کیا ہے انجیل میں اسکا کیا ثبوت ہے؟

مولوی صاحب: اگر آپ کو ثبوت درکار ہے تو ایک جلسہ عام قرار دیا جاوے آپ یسوع کا سولی پر مرنا انجیل سے ثابت کریں۔ خاکسار کے خیال میں جو کچھ تردید اسکی نسبت ہے۔ پیش کیجائیگی۔

پادری صاحب: کیا آپ کا انجیل پر ایمان ہے اور کیا آپ اسکو منسوخ ماننے میں یا کیا؟

مولوی صاحب: میرا تو یہ ایمان ہے کہ جتنے کتب آسمانی ہیں وہ بالکل حکمی منسوخ نہیں ہیں۔ اگر انکو ایسا منسوخ سمجھیں۔ تو جو کچھ توحید و رسالت وغیرہ میں درج ہے کیا وہ بھی منسوخ ہو۔ ہان منسوخیت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک غلط بیانی دوسری موزونیت زمانی۔ غلط بیانی یہ ہے کہ ہم ایک حکم دیا جا چکا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مفید مطلب نہیں ہے اس سے بہتر دوسرا حکم تجویز کرکے جاری کیا جائے۔ خدا کے احکام میں ایسی منسوخیت ہو نہیں سکتی کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔ علیم کبھی۔ دوسری منسوخیت زمانی یہ ہے کہ ہم نے ایک مکان بنانا ہے بکار مجرد کو یہ حکم دیا کہ اینٹ اور چونہ جلاؤ۔ چند دنوں کے بعد دوسرا یہ حکم دیا کہ آب جلانا موقوف کرو۔ بنیاد کھودو۔ پہلا حکم موسم گرما کے لحاظ سے تھا دوسرا حکم موسم بارش و سرما کے لحاظ سے۔

ایسا ہی انجیل احکام بلحاظ زمانہ اور خاص قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے نافذ ہوئے تھے جو آنحضرت کے زمانے میں موزون نہ تھے مگر قرآن پاک ہمیشہ کیلئے اور کل دنیا کی اصلاح کیلئے نازل ہوا ہے۔ دیکھو انجیل و قرآن کے احکام کا مقابلہ انجیل کا یہ حکم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ مارے۔ تو دوسرا گال بھی دے قرآن کا یہ حکم ہے۔ کہ معاف کرنیکا موقع ہے تو معاف کرو ورنہ بدلا لینے کا موقعہ ہے۔ تو برابر کا بدلہ لے۔ ایسا ہی انجیل میں یہ حکم ہے کہ شراب نشہ لانے تک مست ہو۔ قرآن میں حکم ہے کہ ہرگز مست نہ ہو۔ انجیل قسم کھانے سے بالکل منع کرتی ہے۔ قرآن برسر موقع سچی بات پر قسم کھانے کی اجازت دیتا ہے۔ انجیل کہتی ہے کہ غیر عورتوں کو شہوت کی نظر سے مت دیکھو۔ پنجتے پاک نظر سے دیکھو۔

۳	۲	۱
متی ۵/۴۳	متی ۵/۳۳	متی ۵/۳۹

قرآن کہتا ہے کہ ہرگز مت دیکھو خواہ شہوت کی نظر سے ہو یا بغیر شہوت کے۔ انجیل کا یہ حکم ہے کہ زنا کے سوائے ہر ایک بات کی وجہ عورت کو طلاق نہ دینی خواہ وہ عورت کسی غیر کو بوسہ لے یا بغلگیر ہو مگر قرآن کہتا ہے کہ پاک کور کھنیکی غرض منسوخیت احکامات میں ہوا کرتی ہے۔ مگر واقعات میں نہیں ہماری بحث واقعات کے متعلق ہے۔ آیا مسیح کی موت واقع ہوئی ہے یا نہیں! پھر اسکو منسوخیت سے کیا نسبت!

پادری صاحب: وہ کونسے واقعات انجیل میں ہیں کہ جن سے مسیح کا سولی پر مرنا ثابت نہیں ہوتا؟

مولوی صاحب: مدعی اور مدعا علیہ جب لڑتے ہیں تو ہر ایک اپنے اپنے دعوے کی دلائل پیش کرتے ہیں کوئی کھیل دوسرے کے شبہات کو چلاتے ہیں مگر انصاف پسند حکام یہ دیکھتے ہیں کہ کس کے دلائل قوی اور قرین قیاس ہیں۔ ڈگری اسکی جانب دیجاتی ہے اگر آپ انصاف چاہتے ہیں۔ تو دوسرا جلسہ مقرر کیجئے فریقین کے بیان سنکر منصف لوگ خود فیصلہ کر لینگے الحاصل چند فریقین کی رضامندی سے قرار پایا کہ ایک اور جلسہ کریں۔ پادری صاحب یسوع کی نسبت تین باتوں کا ثبوت انجیل کی رو سے دیں۔ پہلا یہ کہ ابن اللہ۔ دوسرا سولی پر مرکے پھر زندہ ہونا۔ تیسرا مسیح کی موت کفارہ کا باعث ہونا۔ متی ۵/۳۲

۱۱ جنوری سات بجے رات کو نانیا پادری کے مکان میں جلسہ قرار پایا۔ سامعین بوجہ شہرۂ مباحثہ بہت سے آئے کہ پہلے ہی سے مکان سامعین سے بھر گیا۔ عہدہ داران سرکاری و دکلا و مدرسین وغیرہ لوگوں سے مکان بھر گیا تخمیناً پانچ سو آدمی کا مجمع ہوگا۔ لوگ بوجہ تنگی مکان چھت پر چڑھ ...

تعلیم الاسلام سکول کا معائنہ

(سررشتہ تعلیم پنجاب کے ایک ذمہ وار عہدہ دار کی رائے)

ہماری قوم ابھی تک اس امر سے غالباً ناواقف ہو گی کہ تعلیم الاسلام سکول قادیان کے اجرا کی ایک غرض علوم عالیہ اسلامیہ کی ترویج اور اشاعت ہے اور اس سکول کے ذریعہ ایسی قوم تیار کرنی چاہی گئی ہے جو اپنی علمی اور عملی قابلیتوں کا نہ صرف رسمی اور دنیوی علوم میں نمونہ ہو بلکہ دینی روحانی اور اخلاقی پہلوؤں میں قابل رشک ہو۔ الغرض قادیان جیسے مقام پر کس خوبی اور کمال کے ساتھ پوری ہوتی ہیں اسپر اسوقت بحث کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

دنیوی تعلیم ہی جس قابلیت کے ساتھ دی جاتی ہے اگر ہم اسکی صرف تعریف کریں تو وہ ایک قومی پاسداری کہی جا سکتی ہے اسلئے اس کے عمدہ اور لائق ہونے کو گواہ وہ نتائج ہیں جو پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات کو دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ہمارے ناظرین مڈل سکول کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔ اس پہلو کی تکمیل اور مفید نتیجوں کو حاصل کرنے کے واسطے یہ ضروری سمجھا گیا تھا کہ مدرسہ کو باقاعدہ ضابطہ تعلیم پنجاب کے ماتحت منظور کرایا جاوے کیونکہ اسی صورت میں سررشتہ تعلیم کے عالی افسر جنکو محکمہ تعلیم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک وسیع تجربہ ہوتا ہے وقتاً فوقتاً مدرسہ کا معائنہ کیا کریں گے اور ان کی رایوں سے مفید نتیجے پیدا ہوں گے۔ ہمارے ڈاکٹر صاحب جو مدرسہ کی بہتری اور بہبودی کیلئے رات دن ساعی رہتے ہیں اس تجویز کو عملی طور پر مفید بنانے کے واسطے آخر کامیاب ہو گئے۔

اور ۱۱ - فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو ہمارے حلقہ کے واجب الادب انسپکٹر صاحب جناب رائے کشور چند صاحب نے اپنے اسسٹنٹ اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر اور ان کے اسسٹنٹ کے ساتھ مدرسہ تعلیم الاسلام کا پہلا معائنہ فرمایا۔ وہ سکول جہاں سنہ ۱۸۹۸ء سے لیکر سنہ ۱۹۰۴ء تک کسی افسر سررشتہ تعلیم کا معائنہ نہ ہوا ہو بہت سے نقائص اور فروگذاشتوں کا مجموعہ ہو سکتا ہے لیکن ہماری قوم کیلئے کسقدر خوشی ہو گی جب وہ یہ دیکھیں گے کہ ان چند سالوں تک معائنہ نہ ہونے والے سکول کا انتظام اس قابلیت کا دیکھا گیا ہے کہ سررشتہ تعلیم کے ایک بیدار مغز تجربہ کار افسر کو بھی اظہار مسرت کرنا پڑا ہے۔ اور اس عمدہ انتظام کیلئے قوم اپنے محسن و مخدوم جناب ڈاکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی شکر گذار ہے جو اپنے دست و بازو سپرنٹنڈنٹ مدرسہ مفتی محمد صادق صاحب کی سعی اور محنت کی قدردان ہیں۔ لیکن قوم کی شکر گذاری اور قوم کی خوشی انہی الفاظ تک ہی محدود نہیں ہونی چاہیئے بلکہ عملی طور پر وہ قوم جو اس نعمت [illegible] کی مستحق ہے جس میں خیال اور دنیاوی باتوں کو چھوڑ کر علمی اور روحانی ترقی کی روح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نفخ ہوئی ہے۔ قوم چاہتی ہے کہ یہ سکول جماعت کا عملی نمونہ ہو اور وہ اپنے آپ کو سعادت [illegible] دیتی ہے کہ اس غرض کے پورا کرنے کے واسطے اسوہ حسنہ حضرت مسیح موعود اور بزرگان ملت کا موجود ہے۔ لیکن ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اس کی خوشی کیا محض لبوں تک ہی رہیگی اور حوائج اسکول پر اثر نہ کریگی؟ ہمارے مدرسہ کی ضروریات جو آئے دن پیش ہونے والی ضروریات قوم کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کیا چاہتی ہیں۔ اور اب خصوصیت کے ساتھ قوم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ ڈاکٹر صاحب مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل سرکار سے مدد لیکر بھی پوری کر سکتے ہیں مگر چونکہ قوم کی عزت قوم کے جائز فخر کو قائم رکھنے کیواسطے یہی ضروری سمجھا گیا ہے کہ یہ سکول قومی سرمایہ قومی تعاون ہی سے چلے اور یہ اکیلا سکول ہو جو قومی سکول کہلانے کا حقیقی مستحق ہو۔ پھر کیا قوم اس فخر کو جو اسے مل چکا ہے اپنی معمولی سستی اور غفلت سے کھونا چاہتی ہے؟ کبھی نہیں۔ پس ضرورت ہے کہ سکول کے سرمایہ کو مستحکم کیا جاوے اور سکول کی ضرورتوں کو ہر وقت محسوس کیا جاوے۔

اتنا کچھ اور بھی۔ سلسلہ کچھ اور رہتا۔ ضمناً ہم یہ بحث لے بیٹھے۔ اصل مقصد جناب انسپکٹر صاحب کے معائنہ کا ذکر کرنا تھا۔

غرض ۱۱ - فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو صاحب موصوف نے مدرسہ کا معائنہ کیا۔ آپ کے چہرہ سے متانت و وقار کے آثار نمایاں تھے اور بے تعصبی کے ساتھ بزرگانہ شمائل اور بھی خوشنما تھے آپ کے نزدیک ہندو مسلمانوں کا سوال خصوصاً اس دن کا سوال جو ٹاپک آف دی ڈے ہو رہا ہے اصل بے اصل ہے آپ پرانے زمانہ کے بزرگانہ خیال کے پرانے آدمی ہیں جو ہندو مسلمانوں کو ایک ہی قوم سمجھ کر ایک دوسرے کے ساتھ برادری کے تعلقات رکھا کرتے تھے۔ اور جن کے نزدیک اختلافات مذہب ایسی خطرناک چیز نہ ہوتی تھی جو مخالف مذہب کی عزت آبرو۔ مال و جان پر محض اس اختلاف کیوجہ سے حملہ کرنا جائز سمجھا جاتا جیسا کہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے خصوصاً ہمارے برخلاف۔

آپ نے کئی گھنٹہ تک اپنے ماتحت رفقا کے ساتھ نہایت غور و فکر اور پوری دیانتداری کے ساتھ مدرسہ کا معائنہ کرتے رہے اور اس عرصہ میں ہمارے مدرسہ کے ذمہ وار سپرنٹنڈنٹ مفتی محمد صادق صاحب آپ کے ساتھ رہے جس خوبی اور دیانتداری اور بے لوث پن کے ساتھ آپ نے ہمارے سکول کا معائنہ کیا اگرچہ انہوں نے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے تاہم ہم آپ کی مہربانی کے شکرگذار ہیں اب ہم قوم کو قومی سکول کا اندازہ کرنے کیلئے وہ رائے دکھاتے ہیں جو صاحب ممدوح نے غائر نظر کیساتھ معائنہ کر کے لاگ بک مدرسہ میں لکھی ہے۔

رائے کشور چند صاحب انسپکٹر مدارس کی رائے

میں نے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا معائنہ بتاریخ ۱۱ - فروری سنہ ۱۹۰۴ء بسبب اس کے [illegible] اس غرض سے کیا گیا کہ آیا یہ مدرسہ بحیثیت پبلک سکول ہونے کے منظور ہونے کے لائق ہے یا نہیں اور اس قابل ہے کہ اپنے طلبا کو یونیورسٹی کے امتحانوں میں بھیج سکے۔

اس سکول کی بنیاد سنہ ۱۸۹۸ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود نے ایک پرائمری سکول کی حیثیت میں ڈالی تھی۔ یہ سکول سنہ ۱۸۹۹ء میں مڈل کے درجہ تک ترقی کر گیا سنہ ۱۹۰۰ء میں ہائی سکول بن گیا اور سنہ ۱۹۰۳ء میں کالج کی پہلی جماعت کھولی گئی۔ جس میں کہ تین لڑکے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس مدرسہ کے قائم کرنے کی بڑی غرض یہ ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کی اولاد کو اور دوسروں کو دی جاوے۔ [illegible] سکینڈری اور [illegible] طلبا [illegible] ظاہر کرتا ہے کہ اس مدرسہ کی [illegible] کل خرچ مدرسہ سال گذشتہ کیلئے ۹۸۰۲ روپیہ تھا حالانکہ چندہ موعودی کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔ اور آئندہ ہر طرح امید ہے کہ وہ باقاعدہ آتے رہیں گے کیونکہ اس مدرسہ کے حامی اور سرپرست نہایت رقابل ذوق آدمی ہیں جن میں کہ ایک نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ بھی ہیں۔ شرح فیس سرکاری مدارس کی نصف سے کچھ زیادہ ہے اور کل فیس سال گذشتہ کی ۵۰۲ روپے تھی۔ گو معاف طلبا کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے قریباً ۴۳ فیصدی معاف ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر طلبا کو صرف تعلیم دینی کی طرف ہی رغبت پائی جاتی ہے لیکن ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے یقین دلایا کہ ایسے طلبا کی تعداد قریباً سرکاری کوڈ کے قواعد کے مطابق کر دیجاویگی۔ عمارت کرایہ کی ہے جو کہ موجودہ تعداد کیلئے کافی گنجائش رکھتی ہے۔ مدرسہ میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت کا سامان بھی عمدہ ہے۔ اسباب اور آلات بھی ضرورت کے مطابق کافی ہیں سوائے اسباب کے کہ سائنس [illegible] اس کے استعمال کیواسطے نہیں ہے سائنس کے آلات برائے نام ہیں۔ مدرسہ کے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس بھی ہے جو کہ عمدہ حالت میں ہے اور انتظام بھی خوب ہے۔ اسمیں ایک چھوٹی سی ڈسپنسری (شفاخانہ) بھی ہے بورڈروں کے واسطے جن کی موجودہ تعداد ۷۹ ہے۔ رواجی تعلیم کی اسکیم بھی قریباً سرکاری مدارس کی سی ہے اور مفصلہ ذیل مضامین پڑھائے جاتے ہیں انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ جغرافیہ تاریخ اور سائنس تعلیم جسمانی بھی دیجاتی ہے۔ لڑکوں کو ہر روز ڈرل کرایا جاتا ہے کرکٹ اور فٹ بال کھیلنے کا بھی بندوبست کیا ہوا ہے۔

سٹاف مدرسہ میں پندرہ آدمی ہیں جن میں ایک گریجوایٹ اور دو انڈر گریجوایٹ ہیں [illegible] سرکاری امتحان پاس نہیں [illegible] لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ سب تجربہ کار استاد ہیں [illegible] گورنمنٹ [illegible] حضرت مرزا صاحب [illegible] تمام [illegible] اور سکول روزانہ کی پابندی [illegible] جماعتوں کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ [illegible] انتظام [illegible] بعض کی وجہ [illegible] اور بعض کو [illegible] داخل کیا گیا ہے اور [illegible] جماعت میں داخل کر دیا گیا۔ [illegible] ان تمام باتوں [illegible] ہیڈ ماسٹر صاحب کو توجہ دلائی ہے اور ان کو کہہ دیا ہے کہ [illegible] اور صفت تعلیم [illegible] اس سکول کو منظور کرنے کیلئے آئندہ [illegible] سفارش کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو گا کیونکہ [illegible] منظوری کے واسطے وہی وقت مقرر ہوا ہے۔

(دستخط) رائے کشور چند انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر [illegible] مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۰۴ء

رائے صاحب کی اس رپورٹ کو پڑھ کر یقیناً ہر ایک احمدی خوش ہو گا لیکن ہم اس سکول کی ایسی قابل تعریف حالت پر خوش ہو کر [illegible] چند باتیں ہیں جن کو [illegible] قوم [illegible] کرنا [illegible] ہیں۔

اول رائے صاحب نے سکول کی مالی حالت کے متعلق احمدی قوم [illegible] ظاہر کیا ہے [illegible] کل خرچ مدرسہ سال گذشتہ کیلئے ۹۸۰۲ روپیہ تھا حالانکہ چندہ موعودی کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی اور آئندہ ہر طرح امید ہے کہ وہ باقاعدہ آتے رہیں گے۔ اس فقرہ میں [illegible] احمدی قوم کو [illegible] کہ وہ اپنے [illegible] باقاعدہ [illegible] قوم [illegible] اور ہم اس سے زیادہ [illegible] کی ضروریات سے غافل نہ رہیگی۔

دوم رائے صاحب نے فیس کے متعلق یہ ریمارک کیا ہے کہ شرح فیس سرکاری مدارس کی نصف سے کچھ زیادہ ہے گو معاف طلبا کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے قریباً ۴۳ فیصدی معاف ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر طلبا کو صرف تعلیم دینی کی طرف زیادہ رغبت پائی جاتی ہے [illegible] ہیڈ ماسٹر سکول [illegible] اور صفت تعلیم [illegible] اس سے [illegible] ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] غرض تعلیم [illegible] فیس [illegible] کی شرح [illegible] نصف کے قریب ہی اور اس میں بھی ۴۳ فیصدی معاف ہیں [illegible] قواعد کی پابندی لازمی ہو گی جو اس کے متعلق ہیں۔ اور اس سے یقیناً معاف شدہ طالبعلموں کی تعداد کم ہو جاویگی جو ہماری غرض کیلئے مضر ہو گی۔ اسلئے ہمارا یہ خیال ہے کہ [illegible] مدرسہ تعلیم الاسلام کو یہ فکر کرنا ہو گا کہ وہ وظائف کی تعداد کو وسیع کریں اور اس رنگ میں ان مستحق نادار طلبا کو فائدہ پہونچائیں۔ لیکن اس غرض کو پورا کرنے کیلئے پھر قوم ہی کی طرف دست سوال دراز کرنا پڑیگا۔ ہم اس پیشتر [illegible] ڈاکٹر صاحب کو مشورہ کریں ہم قوم کو توجہ دلاتے ہیں کہ قوم سکول کی ان ضروریات کو ابھی سے محسوس کر کے [illegible] کا اس کو رغبت کو قائم رکھنے کیلئے کہ صفت تعلیم دینی کی طرف ۴ زیادہ رغبت ہو مدرسہ کے سرمایہ کو وسیع کرے تاکہ خاطر خواہ وظائف نادار طلبا کو دیئے جاسکیں [illegible] اس کی آسان راہ یہی ہے کہ [illegible] مستقل چندوں کا سلسلہ وسیع ہو اور مقررہ [illegible] (عطیات) دیے جاویں۔

جنگ جاپان و روس

جارحانہ پہلو - اڈمرل اماروف نے بچاؤ کا پہلو چھوڑ کر اب جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے ۱۱ - مارچ کو جنگی جہاز لیکر کھلے سمندر میں نکلا - اور دور تک دشمن کی تلاش میں گیا جب وہ کہیں نہ ملا تو سرپھر کر واپس آگیا -

روسیوں کے ارادے - جنرل کروپاٹکن بریہ جنگ مشرقی اقصےٰ میں سپہ سالاری کے فرائض ادا کرنے کیلئے اعلان کے مطابق آج ۱۲ مارچ کو سینٹ پیٹرزبرگ سے میدان جنگ کو روانہ ہو گیا وہ غالباً کسی خاص مقام یا قصبہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر (صدر مقام) نہیں بنائیگا بلکہ (جسطرح مہاراجہ بانسول میں لارڈ کچنر نے بہشت نوسن یا ریل گاڑی کو ہی اپنا صدر مقام بنایا - کسی خاص مقام پر جم کر بیٹھنا اور اسے اپنا مستقر بنانا پسند نہ کیا - بلکہ ہر وقت حرکت میں رہے - صبح اور شام فری سٹیٹ کے پایہ تخت بلوم فونٹین میں ہے - تو شام کو ٹرانسوال شمال میں کرشوریا کے متصل ہو تاکہ مقابلہ کرنیوالی سپاہ کی راہنمائی کر رہے ہیں - اسیطرح وطن) ریل گاڑی میں ہی رہ کر اپنی ماتحت افواج کی راہنمائی اور ان کی نگرانی کرے گا - اسی کے ایک اڈیکانگ (یاور) نے بوقت روانگی ایک اخبار کے رپورٹر سے بیان کیا کہ جنرل کروپاٹکن مشرق اقصےٰ پہنچکر پہلے تو اپنی اس فوج کو جو کوریا کی حدود میں ہے وہاں سے نیوچوانگ کو واپس ہٹا لیں گے - اور پھر چند ہفتوں میں اپنی جمعیت کو مضبوط کر کے مئی میں مقابلہ کریں گے ان کو یقین ہے کہ وہ مئی کے مہینوں میں یعنے جولائی سے آخر تک جاپان کے بڑی افواج کا کام تمام کر دیں گے - سویہ وہ باید -

جاپانی و مصارف جنگ - جاپانی وزرا نے ملک کے سرکردہ اعیان کے مشورہ سے آج یہ فیصلہ کیا ہے کہ مصارف جنگ کیلئے سات کروڑ ین (ین جاپانی سکہ ہے) ملک میں ایک نیا ٹیکس جاری کر کے حاصل کئے جاویں - اور مزید برآں پانچ کروڑ ین اسطرح سے کہ گورنمنٹ نے جو رقوم مختلف کاموں کیلئے منظور کر رکھی ہیں - بعض کاموں کو ملتوی رکھکر ان میں اس قدر رقمیں یعنی میزان پانچ کروڑ ین جو مصارف جنگ کی مد کو منتقل کر دیجائیں -

جاپانی بیڑہ پر حملہ - روسیوں کا بیان ہے کہ ۱۰ - مارچ کو جب جاپانی آرتھر پر گولہ باری کرتے تھے تو ایڈمرل اماروف کو دشمن کا کچھ پتہ نہ ملا - مگر لندن کا ایک تار جو کلکتہ کے اخبار انگلشمین کو موصول ہوا اس کے برعکس مضمون سناتا ہے - اس کے الفاظ یہ ہیں "آج ۱۱ مارچ کو روسی تارپیڈو کشتیوں کا بیڑہ پورٹ آرتھر سے نکلکر جاپانی بیڑہ پر حملہ آور ہوا - لڑائی میں ایک جاپانی تارپیڈو کشتی اور ایک روسی تارپیڈو کشتی جہاز غرق ہوگئے ہیں - دونوں کے بچاؤں کا کیا حشر ہوا یہ معلوم نہیں ہوا - "وطن کی رائے میں انگلشمین کے نامہ نگار کو تار کے سمجھنے میں مغالطہ ہوگیا ہے - اور اس نے ۱۰ مارچ کو واقعہ کو تازہ تصور کر لیا ہے کیونکہ جو قصہ اس نے بیان کیا ہے وہ ۱۰ - مارچ کے معرکہ کے حالات سے کلی مشابہت رکھتا ہے -

لنڈن - ۱۳ - مارچ - اڈمرل توگو ۱۰ مارچ کے بحری معرکہ کے متعلق مزید رپورٹ کرتا ہے - کہ جاپانی تارپیڈو بوٹ کو ہی نقصان پہنچا - مگر خفیف - بڑی جہازوں کو کچھ نقصان نہ پہنچا - فریقین کی تارپیڈو کشتیاں ایک دوسرے کے بالکل قریب ہو کر ۲۰ منٹ تک ان پر گولہ باری کرتے رہے - لڑائی شروع ہونے سے پہلے جاپانی کشتیاں پورٹ آرتھر کے دہانہ کے قریب بحری سرنگیں بچھا دینے میں کامیاب ہوگئیں - وہ اس کام سے فارغ ہو چکی تھیں - کہ روسی کشتیاں لڑائی کو آگے بڑھیں (لیکن اگر یہ بیان صحیح ہوتا تو ضرور اب تک کوئی نہ کوئی روسی جہاز کسی نہ کسی سرنگ سے ٹکرا کر نقصان اٹھا چکا ہوتا - مگر اس کی کوئی خبر نہیں آئی - وطن) خلیج ایڈن میں ۲۵ فروری کو جو روسی جہاز تارپیڈو شکن غرق ہوا تھا اس کا نام ولونوشلنی تھا - (تارپیڈو شکن جہاز عموماً تین چار سو ٹن وزن کے ہوتے ہیں - ایک پر لاگت اسی لاکھ سے ہزار روپیہ آتی ہے - خلیج ایڈن پورٹ آرتھر سے بجانب غرب آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی کھاڑی ہے وطن) جاپان نے غیر ملک کو مصارف جنگ کیلئے دس کروڑ ین قرض لینے کا اشتہار دیا تھا - جاپانی شہروں کیطرف سے ۵۵ کروڑ ین دینے کی درخواستیں موصول ہوئیں - روسی معاون جہاز و متری دونسکوائی جس کی سویز میں مرمت ہوئی تھی مصر کے شمالی ساحل پر گشت کر رہا ہے - اس نے ایک جرمن جہاز سسنٹ گارڈ اور ایک انگریزی جہاز ماسٹ لنگ کو روک کر تلاشی لی - انگریزی جہاز کو اس نے اور بہ کے گرد جانے سے روکا جانیکا حکم دیا روسی اگنبوٹ منجور جو بحیرہ جینی بند شنگھائی کا تمام سامان حرب اور اسکے انجنوں کے بڑے بڑے پرزے چینی گودام میں داخل کر دیئے گئے ہیں (اس اگنبوٹ کا قصہ ناظرین کو مفصل معلوم ہے - نیز یہ کہ اس نے کیوں اپنا سامان حرب اتار دیا ہے - وطن) جاپانی مہمار کروئیس ایزو جاپان سے کوریا کو روانہ ہوگیا ہے -

پورٹ آرتھر خالی کر دیا گیا - ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ وہ ۱۲ مارچ کو ایک جہاز پر چینی بندر چیفو سے پورٹ آرتھر کے اس قدر قریب ہو گیا تھا کہ جہاں سے وہاں کے پہلے دو قلعوں کا معاینہ ہو سکتا تھا - اس کے بالائی حصہ تقریباً مسمار نظر آتے تھے اور شہر کی آبادی سے نہ تو دھواں برآمد ہوتا تھا - بادل اٹھ رہے تھے نہ کسی جگہ کوئی روسی سپاہ یا جھنڈا یا آبادی کی کوئی اور علامت دکھائی نہ دی تھی - شنگھائی اور ٹوکیو میں جاپانیوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ روسی جمعرات (۱۰ مارچ) سے پورٹ آرتھر کو ایسطرح سے خالی کر گئے ہیں (یہ محض گپ ہے - روسی پورٹ آرتھر کو کبھی خالی کرنا گوارہ نہیں کر سکتے - وہاں کی روسی بیس ہزار بری سپاہ یا ساحل کی توپیں اسقدر قیمتی ہیں - جسقدر کہ جہاز ہیں - اور یہ ظاہر ہے کہ اگر روسی بیڑہ ساحلی قلعوں کی مدد سے محروم ہو جائے تو جاپانی بیڑہ اسے چند روز میں فنا کر دے - وطن)

روسی شکست - خبر ہے کہ جاپانی فوج بمقام تاتنگ کان خشکی پر اتری ہے - وہاں جو روسی سپاہ موجود تھی - اسے جاپانی فوج نے پسپا کر دیا اور اس کے بعد وہ مقامات کالنغتی اور انتنگ پر قابض ہوگئی (تاتنگ کان دریا یالو کے مین دہانہ پر ہے - انتنگ اس سے چند میل کے فاصلہ پر ساحل سے پرے دریا کے مانچوری کنارہ پر ہے - پچھلے تین ہفتوں کی خبریں یہی بتاتی رہیں ہیں کہ روسی انتنگ اور اس کے متصلہ مقام کالنغتی پر بتعدی تمام مورچے بنا رہے ہیں - یا وہ خبریں غلط تھیں یا یہ روائیت غلط ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ایسے مضبوط مورچوں کو دشمن سے جم کر لڑائی کرنے کے بغیر روسی چھوڑ گئے ہوں - اور اگر وہ جم کر لڑتے تو نتیجہ خواہ کچھ ہوتا - فریقین کے ہزار ہا آدمی ضرور کھیت رہتے - وطن -

۱۰ مارچ کے معرکہ میں روسی تارپیڈو کشتی سٹرگچی کو خود اس کے کمانڈر نے اڑا دیا تھا - تاکہ غنیم اسکو پکڑ نہ لے - جاپانی تارپیڈو بیڑہ حلقو آدھی رات کو جا کر روسی گولہ باری کے باوصف پورٹ آرتھر کے دہانہ کے متصل بحری سرنگیں رکھدی تھیں - روسی کشتیاں اس کے بعد مقابلہ کو باہر نکلیں - جاپانیوں کے کل تین آدمی زخم ہوئے - جاپانی بیڑہ نے تعلیان وان کی قلعہ سام شان تن پر بھی گولہ باری کی -

روسی کاسکوں کی رجمنٹ دریا یالو کے مغربی کنارہ پر یعنے خاص چین کی حد میں گشت کر رہی ہے - (قصبہ فونچنگ اسی دریا کے کنارے پر ساحل بحر کے قریب آباد ہے - وطن)

روس نے ممالک غیر کی گورنمنٹوں کو جواب دیا ہے کہ وہ وسط مارچ سے پہلے ہی کوئی اپنی افواج کے ہمراہ رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا - مشرقی سائبیریا کی مقامی حکومت کا عملہ قلعہ ولاڈی ووسٹاک سے مقام خاباروسک کو منتقل کر دیا گیا ہے - جو اول الذکر سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ساحل سے اندر دریا آمور پر واقع ہے - وطن)

بقیہ تار خبریں - لنڈن ۱۳ مارچ - پورٹ آرتھر کو خالی کئے جانے کی خبر غلط تھی - جاپانیوں کا بیان ہے کہ ۱۰ - مارچ کے معرکہ میں ان کی کوئی تارپیڈو کشتی ضائع ہوئی - نہ کروزر تاکاساگو کو کچھ نقصان پہنچا - روسی کوریا سے مانچوریا کو ہٹ گئے ہیں دریا یالو عبور کرنے سے پہلے انہوں نے قصبہ ویجو کو آگ لگا دی - روسیوں نے کوریا کے قصبہ پنگ یانگ اور ساحلی مقام انجو کے درمیان تار کاٹ دیا ہے - اڑائی لاکھ روسی فوج مشرق اقصےٰ میں میدان جنگ کیلئے بہم تفصیل تیار ہوئی ہے -

طلیعہ - دور تک تاہم ریپڈ توپ کی ہر اول سوار رجمنٹ قادر انداز ہیں (۲) وجاجلد چلنے والی توپیں - تین بازو یان جلد چلنے والی کوہی توپخانہ کی اور کچھ سوار قلب لشکر کے نامہ و پیام کیلئے تار کا سلسلہ ہوگا اور قلب و ریزرو فوج کے درمیان ٹیلیفون ریزرو دستہ کمک میں رہیگا - یورپین روس سے ڈرگون رجمنٹ کے سواروں کو سائبیریا بھیج جائینگے -

لنڈن - ۱۵ مارچ - ایک بحری معرکہ پورٹ آرتھر میں جن جاپانی کشتیوں کو صدمہ پہنچا وہ بقول جاپانیاں ایک ہفتہ میں درست کر لی جائیگی - سابق روسی جاپانی عدالت غنیمت نے گرفتار شدہ روسی سٹیمر مانچوریا کو جس پر زیادہ تر سلوں کی جار بار تجارتی ضبطی قرار دیا ہے - جینیوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ پورٹ آرتھر اور ینگ کے روسی افسر صاف تسلیم کر رہے ہیں کہ جب تک روس تین لاکھ سپاہ جمع نہ کرے وہ جاپانیوں سے مقابلہ نہ کریگا - پیچھلے معرکہ کے زخم خوردہ روس جہازات ریٹوزان اور رٹ وزان اور زاروچ ۶ ماہ سے پہلے مرمت اور کام دینے کے قابل نہ ہو سکیں گے - ایک اعلےٰ جاپانی مدبر نے بیان کیا ہے کہ یورپ کا یہ وہم ہے کہ جاپان نے ملک گیری کی طمع سے جنگ شروع کی ہے - دنیا دیکھ لے گی کہ اگر جاپان غالب ہی رہا تو وہ سارا ما حال اپنی طاقت اور وسائل سے اسطرح کام لیگا کہ دنیا کے امن میں کسیطرح کا فرق نہ پڑے -

جاپانی دستہ کی شکست - روسیوں کا بیان ہے کہ کوریا کے قصبہ پنگ یانگ سے شمال مغرب میں دریا چونگ چونگ کے کنارہ پر جاپانی سواروں کے چار ہر اول دستے ملے - جن میں سے ایک سپاہی کی کمین گاہ میں پھنس گیا اور منتشر کر دیا گیا - پورٹ آرتھر سے بہ نیصری باشندے نکل چکے ہیں - چینی اور دیگر سوداگر جو اجناس و ذخائر چھوڑ گئے ہیں - ان پر روسیوں نے قبضہ کر لیا ہے - روسی پورٹ آرتھر میں گندم اور آٹا پیسنے کی کلیں دہرا دہرا چل رہی ہیں - انکا بیان ہے کہ پورٹ آرتھر کی روسی سپاہ دو سال تک غنیم کا مقابلہ کر سکتی ہے - نیز روسی بیڑہ کے زخمی جہازوں کی مرمت بسرعت تمام ہو رہی ہے - جہاز نوورک مرمت کو حوض میں داخل ہو چکا ہے - لیکن رٹ وزان اور زاروچ ابھی باہر ہیں کوئی کانندر جہاز دن کے لئے بر سون تک شنط کرینگا کیونکہ اس کے متصل جو بحری سرنگیں بچھائی گئی تھیں - وہ ادھر ادھر سرک گئی ہیں - امریکا کا کارخانہ جاپان کے لئے ریلوے کے سات انجن بہت تیار کر رہا ہے وہ کوریائی جاپانی ریلوے لائن نوسان تاسیول پر کام دینگے - ایک جاپانی نے سوا لاکھ روپیہ کی مالیت کے نوادرات جاپانی مجروحین کے فنڈ میں بطور چندہ دیئے ہیں - ایڈمرل الیکسف نے مانچوریا اور لائی تنگ کے چینی و مانچوری باشندوں کے نام اعلان شائع کیا ہے کہ روس تمہارا سچا دوست ہے اور ملک کی زرعی و تجارتی ترقی کے لئے ریلوے نہایت ضروری ہے - اور اسکی حفاظت بااحتیاط کرو

ہم اور ہمارے ناظرین

ضروری اطلاع خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں - ورنہ تعمیل ارشاد ہرگز نہ ہو سکے گی اور مطبع اسکا ہرگز ہرگز جوابدہ نہ ہوگا - کیونکہ خریداروں کی مقدار بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے - چٹ کا نمبر دینے میں احباب کا لحاظ رکھا جاوے کہ جو سٹرفکیٹ (ایل نٹ) لکھا جائے وہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو ڈاکخانہ کی رجسٹری کے لیے ملا ہوا ہے اسکو خریداروں کے نمبر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے -

بقایا دار جن خریداروں کے ذمہ مطبع کا کچھ بھی بقایا ہے یا جنھوں نے ابھی تک باوصفیکہ پہلی سہ ماہی ختم ہونے کو ہے زر چندہ سنہ ۱۹۰۴ء روانہ نہیں کیا اگر وہ اطلاع نہیں دینگے کہ وہ کب تک واجب الادا رقم بھیجیں گے تو ہر وقت الحکم کا وی پی لینے کو طیار رہیں + مطبع کی طرف سے یہ ضروری نوٹس ہے - اور اسکے بعد کسی اور اطلاع کی ضرورت نہیں رہے گی +

ایک اور بات سال گذشتہ میں میری اکثر غیر حاضری کی وجہ سے بعض رقوم آمدہ مطبع کا اندراج بالتفصیل نہیں ہو سکا یا یہ کہو کہ ضروری رجسٹروں میں کسی قدر فروگذاشت سے ہوا ہے - اس لیے جن احباب نے سنہ ۱۹۰۳ء یا سنہ ۱۹۰۴ء کی قیمت الحکم ادا کر دی ہے اور ان کا حساب صاف ہے ان کے سوا باقی بزرگ بقایا کے متعلق ہمیں خود اطلاع دیں تاکہ ان کے حساب کا مقابلہ کر لیا جاوے لیکن اگر اسپر توجہ نہ کی جاوے گی تو پھر مطبع کے رجسٹروں یا کاغذات کا اندراج صحیح تصور ہوگا اور کسیکو شکایت کی گنجائش نہیں ہوگی ہمیں یقینا معلوم ہے کہ ہمارے خوش معاملہ خریدار اپنے صفائی حساب کے لیے ہمیں مدد دینگے -

ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب اور بابو عبد الحمید صاحب سمالی لینڈ سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے دو اخبار جاری کرتے ہیں ان اخباروں کی قیمت وصول ہو چکی ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء اس پاک تحریک کے محرک ڈاکٹر سید جلال صاحب تھے + اسلیے الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق مکرم سید صاحب کو بھی انکا ثواب ہوگا - اس طرح پر اگر یہ تحریک جاری ہی ہو تو تعجب نہیں کہ صدہا جدید اخبار یادگار مرحوم میں جاری ہو کر انکی روح کے ایصال ثواب کے موجب ہوں ہر تحریک سے صرف اتنا ہی فائدہ نہیں بلکہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ قوم کی زندگی کے آثار ہیں۔

توسیع اشاعت الحکم کے متعلق ہمارے ایک دیرینہ کرمفرما اور الحکم کے سچے خیر خواہ چودھری محمد حسین صاحب گرداور کو خیال پیدا ہوا - تو تیار ہر روزہ ڈاک میں انکی طرف سے ایک خریدار کے نام الحکم جاری ہوتا ہے چودھری صاحب کی اگر یہی توجہ رہی تو وہ الحکم کے لیے بہت زیادہ خریدار بہم پہونچانے والے ٹھیرینگے خدا تعالے انکی سعی کو مشکور فرماوے - آمین مکند پور ضلع جالندھر شیخ نصیر الدین عرف شیخ نقھو ایک معمولی بساطی کی دوکان رکھنے والا احمدی ہے لیکن الحکم کے ساتھ اسکو کچھ ایسی محبت اور اسکی اشاعت کا ایسا جوش ہے کہ باوجود قلیل آمدنی کے بھی دو پرچے اپنی جیب سے خرید کر دو شخصوں کے نام جاری کراتا ہے + یہ جوش اشاعت صدق وحق کا بھی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی سچائی کی دلیل ہے + گو بادی النظر میں راہ حق میں انفاق مال مشکل معلوم ہوتا ہے مگر

بذل مال در رہش سہل ہمی میگردد
خود میشود انسان اگر ہمت مردانہ داد

بالکل سچ ہے - شیخ صاحب کی مثال ہمارے اہل دول احباب کو الحکم کی توسیع اشاعت پر توجہ دلاتی ہے -

لاہور سے ہمارے ایک مکرم جو الحکم کے بعد اجرا سے ہی اسکے خریدار ہیں اور خوش معاملہ خریدار ہیں محض اس بنا پر الحکم کو بند کرتے ہیں کہ اس میں جنگ جاپان کی خبریں اور ڈاکخانہ کے متعلق مضامین بھی درج ہوتے ہیں - ہمکو اس بات سے نہایت افسوس ہے کہ الحکم کا ایک خریدار اور خوش معاملہ خریدار اس سے الگ ہوتا ہے مگر یہ بھی ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ اگر انھوں نے جنگ جاپان و روس یا محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق مضامین کے سلسلہ کے اجرا کے وجوہات پر غور کی ہوتی تو شاید وہ اسقدر مخالفت نہ کرتے بہرحال ہم ان سے ناراض نہیں کیونکہ حسب دستور انکی سہولت کا لحاظ کار ڈ لا دیسی رزنیٹی مدیر خریدار ہی کارڈ کے ساتھ پہونچے اور صاف تعمیل ہو ایت ... ثابت ہوا۔

ہم نے اکیزبت مشکلات کا ایک مرتبہ تذکرہ کھینچا تھا جس میں اس امر کا بھی ذکر تھا کہ مختلف المذاق لوگوں کا مذاق ایک اخبار نویس ایک ہی اخبار سے پورا نہیں کر سکتا - البتہ وہ عام مذاق کو جو مشترک ہوتا ہے لے لیتا ہے - اسلیے ہمارے ناظرین کو اس سے ہر واحد یہ کبھی توقع نہ رکھیں کہ ہم ہر ایک شخص کے ذاتی مذاق کے موافق الحکم کو ایڈٹ کر سکیں گے -

مولوی محمد فضل صاحب چنگوی - چکڑالوی کے متعلق باقاعدہ الحکم میں لکھنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں انکا اختیار ہے لکھیں الحکم کو حتی الوسع ان کے مضامین کے اندراج میں کوئی عذر نہ ہوگا

بشرطیکہ وہ متین اور معقول ہونگے علاوہ مناسب موقع بھی ہوں۔

ہمارے ایک مخدوم اور محسن بابو نذیر الدین صاحب بھاموے الحکم کے متعلق اسکی عمدہ چھپائی اور کتابت وغیرہ کی ضرورت کو اسقدر محسوس کرتے ہیں کہ الحکم کی بروقت اشاعت بھی سپر قربان ہونی چاہیے حقیقت میں کچھ دنوں سے یہ نقص الحکم میں ہم خود محسوس کر رہے ہیں اور اسکی اصلاح کی فکر - اللہ تعالی ہمیں توفیق دے - آمین۔

الحکم کے متعلق ایڈیٹر الحکم اور ناظرین الحکم کی خط و کتابت کچھ اسی عنوان کے تحت اخبار ہی میں ہوا کریگی + اور کچھ دنوں سے یہ سلسلہ باقاعدہ بند تھا

مظلومان پوسٹ آفس

وی نوٹ سسٹم نوٹ سسٹم کی بد استعمالی کی بابت ہم نے ایک مثال کے ذریعہ سے ظاہر کی ہے اگرچہ ہمارے پاس بہت سی ایسی ان گنت مثالیں موجود ہیں جو اس نوٹ سسٹم کے بھینٹ پر قربان ہوئے ہیں لیکن یہ اصل مطلب سے دور جا پڑنا ہوگا اگر ہم ایک پر بھی کافی توجہ نہ دلائیں اسلیے ہم سب سے پہلے اسی ایک کیس ڈپٹی دتامل اور جلال الدین کو بار بار پیش کرینگے اور صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل بہادر سے انصاف چاہیں گے کہ ایک ہی مقدمہ میں ایک ہی جرم کے دو ارتکاب کرنیوالوں کو دو مختلف سزائیں کس بنا پر دی جاتی ہیں یا دی گئی ہیں + اگر نوٹ سسٹم کی بد استعمالی کا نقص اسی مثال سے ثابت ہو گیا تو آئندہ جو مثالیں ہم اور پیش کرینگے وہ صاحب موصوف کی مزید توجہ کو خود بخود اپنی طرف منعطف کرنے والی ثابت ہوں گی اور اگر اسکو مجبور کر کے ہم پیش کریں تو یہ ایک قسم کا خلط مبحث ہوگا - اسلیے ہم اس کے متعلق پھر صاحب موصوف کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ ڈپٹی دتامل اور جلال الدین کا کیس منگوا کر سارا کا سارا خود پڑھیں - اور ڈپٹی دتامل کو اپنے سامنے بلا کر اس سے پوچھیں کہ اس نے کسقدر اپیل کیے ہیں اور انکا جواب اسے کیا دیا گیا ہے؟ ہم معزز ہمعصر ریفیق رابد سے جو محکمہ ڈاکخانہ میں ایک عرصہ تک معزز اسامی پر رہ چکا ہے اور جو اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر اس محکمہ کے مظلوموں کو بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتا ہے اس معاملہ میں اپنے ساتھ ملانے کی درخواست کرتے ہیں اور غالبا بہت جلد ہم انکی رائے سننے کے قابل ہو سکیں گے - (باقی دارد)

گارنٹی فنڈ ہمکو توجہ دلائی گئی ہے کہ گارنٹی فنڈ جو محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق ہے

ہر ماہ بطور جرمانہ ہر ڈاکخانہ کی تنخواہ میں سے سالانہ ایک مقررہ رقم وضع ہوتی ہے اسپر افسران سررشتہ کی توجہ دلائیں کہ وہ روپیہ کہاں جاتا ہے؟ عنقریب ہم اسپر بحث کرینگے + فی الحال نوٹ سسٹم کی خرابیوں کو رفع کرنیکی کوشش میں ہم مصروف ہیں

وی پی سسٹم وی پی کے متعلق گذشتہ اشاعت میں جو ہم نے ذکر کیا تھا کہ گٹ نہ لگا کرینگے وہ خبر صحیح نہیں تھی بلکہ اسکے متعلق جو صحیح اقتباس ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کی طرف سے ہمکو بصورت اعلان ملی ہے ہم اسکو بلا کم و کاست ذیل میں درج کر دیتے ہیں -

موجودہ قواعد ڈاکخانہ کے مطابق فرستندگان قطعات قیمت طلب فارم میں جو قیمت طلب قطعات کے ہمراہ ڈاکخانہ میں پیش کیے جاتے ہیں وہ رقم درج کرتے ہیں جو مکتوب الیہ سے واجب الوصول ہوتی ہے - قطعات قیمت طلب رجسٹری شدہ کے لیے ڈاکخانہ رسید گی اسی کل رقم میں سے جو مکتوب الیہ سے وصول کی جاتی ہے کمیشن منی آرڈر منہا کر کے باقی رقم فرستندہ قطعہ کو بھیج دیتا ہے اس وجہ سے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کمیشن منی آرڈر اس رقم سے جو فرستندہ کو ادا ہوتی ہے زیادہ رقم پر وضع کی جاتی ہے مثلاً ایک رجسٹری شدہ قطعہ پر پانچ روپیہ دو آنے بمعہ کمیشن مکتوب الیہ وصول کیے ہیں اور اگرچہ فرستندہ کو صرف پانچ روپیہ ہی تقسیم کیے جاوینگے لیکن کمیشن پوری رقم پر یعنی پانچ روپیہ دو آنہ پر محسوب کی جاتی ہے - اب یہ قرار پایا ہے کہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۴ء سے فرستندہ قیمت طلب قطعہ فارم پر صرف وہ رقم ہی درج کیا کرے جو اسکو مکتوب الیہ سے ملنی ہے اور ڈاکخانہ خود منی آرڈر کمیشن اس رقم کے ساتھ شامل کر کے مکتوب الیہ سے کل رقم وصول کریگا - چنانچہ اس حساب سے یکم اپریل سے اوپر کی مثال میں صرف پانچ روپیہ اور ایک آنہ ہی مکتوب الیہ سے وصول کیا جاوے گا -

(۲) یکم اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کو اور بعد اسکے نئے فارم جو قیمت طلب قطعات کے ساتھ ڈاکخانوں میں پیش کرنے چاہییں وہ درخواست کرنے پر ہر ڈاکخانہ سے مفت ملا کرینگے -

کلکتہ مورخہ ۵ فروری سنہ ۱۹۰۴ء

دستخط - ایچ - ایم - کش
قائمقام ڈائرکٹر جنرل
ڈاکخانجات ہند

رسالہ سراج الحق - خاص وفات مسیح میں نئی بحث دیکھنے کے قابل - باہر جا کر رسالہ سنوار کر نکالا جائیگا - قیمت فی رسالہ ایک آنہ علاوہ محصول
خاکسار سراج الحق نعمانی جمالی سرساوی قادیان

ہمارے ناتمام آرٹکل

ہم نے اکثر مسلسل مضامین الحکم میں لکھنے شروع کیے تھے جو ہمارے نزدیک اہم اور ضروری تھے اور جو قوم کا حسن ظن اور قدردانی ہے کہ اُس نے اُن مضامین کو جہاں تک وہ نکل چکے ہیں ایک لطف اور ذوق کے ساتھ پڑھا اور اکثر خطوط کے ذریعہ بار بار تقاضا کیا کہ اُنکو پورا کیا جاوے لیکن کچھ مصروفیت اور بعض دیگر پیش آمدہ امورات کی وجہ سے وہ اب تک بھی ناتمام چلے جاتے ہیں ممکن ہے کہ وہ ہماری طول نویسی کی عادت کیوجہ سے ختم نہ ہوے ہوں یا ذوق طبیعت نے انکو فی الحقیقت لمبا کرنا ضروری سمجھا - بہرحال اس میں کلام نہیں کہ وہ ناتمام رہ گئے ضرور۔ اسوقت ہمکو کسی قدر فرصت اور گنجائش ان مضامین کی تکمیل کے واسطے معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے ارادہ کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہیں کہ اگر توفیق ملجاوے تو انکو پورا کر دیا جاوے اور ان میں سے پہلا مضمون

اسلام میں عورتوں کی حالت

کے عنوان سے جو شروع کیا گیا تھا اسے مکمل کرنیکی سعی کرتے ہیں وما توفیقی الا باللہ ھو نعم المولےٰ و نعم النصیر

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۴

سلسلہ کیلیے دیکھو ۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

حقیقت میں یہ چھوٹی سی بات نہیں کہ ایسے وقت اور ایسی حالت میں جبکہ روے زمین پر عورت ذات کو حقیر اور ایک ذلیل سمجھا گیا ہو اور اسکی کوئی قدر و قیمت نہ ہو - عورت کی جائز عزت اور وجاہت انکو دیجاوے اور اسپر عمل کرکے دکھا دیا جاوے اسوقت ممکن ہے یہ بات معمولی نظر آوے - کیونکہ قائم ہو چکی ہے اور ہر گوشہ سے صدائیں آرہی ہیں کہ ہم **عورت** ذات کی قدر کرتے ہیں - لیکن انکی مثال امریکہ کی دریافت کی سی ہی ہے کہ کولمبس نے جب نئی دنیا کو معلوم کر لیا تو اسکے ہمعصروں نے حسد کیوجہ سے کہدیا کہ کونسی مشکل بات تھی ہم خود بھی کر سکتے تھے۔

لیکن جب دربار شاہی میں وہ ایک معمولی انڈے کو میز پر کھڑا نہ کر سکے تو معلوم ہو گیا کہ یہ کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ہیں اور یہ دعویٰ محض اس بنا پر تھا تا کولمبس کی جائز عزت اور قدر کو کم کریں - مگر ان باتوں سے دشمن کامیاب نہیں ہو سکتے اسی طرح پر آج متمدن قومیں کہہ سکتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم میں عورتوں کی جو عزت کیجاتی ہے وہ کسی دوسری قوم اور ملت میں نہیں - لیکن ہمنے کچھ حصہ اسکا لکھا ہے اور باقی روز روشن میں لائینگے + سب سے

پہلا انسان جسنے دنیا میں عورت کی عزت و وقعت کو قائم کیا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اور آپ کی عزت و وقعت جو اس حیثیت سے قائم ہوتی ہے اسوقت پورے طور پر نظر آئیگی جب یہ دیکھا جاوے کہ یہ حکم کسوقت دیا گیا تھا دنیا کی اسوقت کیا حالت تھی؟ غور تو کرو کہ دنیا ایک ہی طرز پر چل رہی ہو - اور تمام دنیا اس مسئلہ عورت میں ایک ہی خیال اور مذہب پر قائم ہو - پھر ایک شخص دنیا کے ایک حصہ میں کھڑا ہو - جو کل دنیا سے الگ تھلگ ہو - اور وہ ان سب کی مخالفت کرے اور اس طرح پر کل دنیا سے لڑنے کے لیے طیار ہو جاوے اور اس دشوار کام میں بازی لیجاوے - فی الحقیقت یہ ایک تابدار لاجواب بات ہے جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔

اس مضمون میں جو ہم اسلام میں عورتوں کی حالت پر لکھ رہے ہیں اس بحث پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ زن و مرد کے حقوق کی مساوات کا مسئلہ جو پیش کیا جاتا ہے اس کا حقیقی مفہوم اور مطلب کیا ہے؟ کیونکہ ہم علانیہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ فطرۃ نے مرد و عورت کی بناوٹ میں ایک امتیاز صریح رکھا ہوا ہے - لیکن اسکے یہ معنی کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ عورت مرد کی ایسی غلام ہو کہ جمادات و نباتات کیطرح وہ کچھ بھی نہ کر سکے اور مرد جو چاہے اس سے سلوک کرے اور جو ستم چاہے اسپر روا رکھے لیکن عورت کے لیے حرام ہے کہ وہ لب گستاخی کھولے -

اسکے پہلے حصہ میں ہمنے کسیقدر اختصار کیساتھ یہ دکھایا ہے کہ عورت پر ہر قسم کے ستم روا رکھے جاتے تھے اور تمام عیبوں اور خطاکاریوں کی جان اسکو کہا جاتا تھا - اسیطرح اب ہم یہ بھی اختصار کیساتھ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں وہ کونسا کام ہے جو عورتوں نے نہیں کیا + البتہ خدا تعالیٰ کی حکیم اور مجید کتاب سے اتنا تو پتہ ہمکو ملتا ہے کہ کوئی عورت کبھی نبیہ ہو کر مبعوث نہیں ہوئی قرآن شریف کی یہ آیت شریفہ وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیھم سے یہ استنباط کرتے ہیں اور ہم دعوے سے بیشک نہیں کہہ سکتے کہ ممکن نہ تھا کہ اگر کوئی عورت کبھی نبیہ ہو کر

دنیا میں آتی تو خدا کی مجید کتاب اسکا کسی نہ کسی رنگ میں ذکر نہ کرتی -

بہرحال ہم ایسا ہی سمجھتے ہیں کہ ایک نبوت کے منصب پر تو بیشک عورت فائز نہیں ہوئی اور اس کے سوا دنیا میں ایسا کونسا کام ہے جو اُس نے نہیں کیا - سب سے بڑھکر خطرناک جگہ **میدان جنگ** ہوتا ہے جہاں جانے ہوے بڑے بڑے دلیروں اور شیر دلوں کا پتہ بھی پانی ہوتا ہے لیکن تاریخ عالم بتاتی ہے کہ تلواروں کے سایہ میں بھی یہ خدا کی مخلوق مردوں سے پیچھے نہیں رہی - اگرچہ بے مرداں کمر شیر و جامہ زنان نہ پوشید کہنے والا فارسی ملا سفر عورت کو میدان جنگ کے ناقابل قرار دیتا ہے لیکن ہم اس کے متعلق یہی کہینگے کہ اس تصویر کا مصور **آدمی** ہے ہم بہت سی نامور اور بہادر عورتوں کے نام لے سکتے ہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہمارے پڑھنے والے اس سے بیخبر نہیں ہیں پھر سیاست اور ملکداری بھی ایک عظیم الشان کام ہے ہم دیکھتے ہیں کہ عورت ذات نے اس میں بھی وہ حصہ لیا ہے کہ بعض اوقات مردوں کی سلطنت کو بھی اسپر رشک آیا ہے - ابھی کل کی بات ہے کہ ہماری **قیصرہ ہند** کی دانشمندی اور ملکداری کا ایک عالم میں شہرہ اور سکہ تھا - علوم و فنون کے حاصل کرنے اور ان میں دستگاہ اور مہارت پیدا کرنے میں بھی پیچھے نہیں رہی تھیں - پھر سب سے بڑھکر خدا ترسی اور دینداری ہے ایسی ایسی زاہدہ اور خداپرست ولیہ عورتیں گذری ہیں جو اپنے زمانہ میں ایک قابل قدر نمونہ تھیں علوم دینیہ اور تفقہ فی الدین میں بعضوں نے وہ کمالات دکھلائے ہیں کہ زمانہ نے ہمیشہ انکی ذہانت - عقل خداداد اور طباعی کی داد دی ہے - اور تحسین کی ہے - باوجودیکہ وہ ہر رنگ اور ہر حال میں انسان کے ساتھ ایک وفادار اور قابل قدر عنصر کیطرح رہی ہے، لیکن پھر بھی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ہمیشہ سے ہر ملک اور ہر حصہ عالم اور ہر طبقہ دنیا میں اسپر ظلم روا رکھا گیا ہے - اور انسانی تکریم کے لیے اسکو ایک بدنما داغ تصور کیا گیا + باوجودیکہ بعض صفات اور اخلاق میں یہ مردوں سے بھی بڑھی ہوئی نظر آتی ہے جیسے حلم اور رحم اور رقت قلب جو فطرتی طور پر عورت میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے وہ بہت جلد ایکبات سے متاثر ہو جاتی ہے اور وفاداری اور استقلال کے ساتھ نباہتی ہے - اس میں بھی کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ حسن پرستی وجود انسانی سرشت کا بہت بڑا خاصہ ہے جسکے لیے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفت احسان

کے کامل نمونوں کو بھی پیش کیا ہے اور اس سے غرض یہ تھی کہ تا وہ انسانی فطرت کے حب الہٰی میں ترقی کرکے میں بھی بہت بڑا پایہ ہے اور اسکی محسن پرستی قابل رشک ہے - اور جفاکشی میں بھی یہ مردوں سے کم نہیں مگر باوجود ان خوبیوں اور اخلاقی کمالات کے مرد ہمیشہ اسکو بزدل کہتا ہے اسکی بزدلی ضرب المثل قرار دی گئی ہے - کودن اور بلید الطبع اسکو قرار دیا جاتا ہے ہر چند کہ اسکی عقلی اور ذہنی خوبیوں کے عملی نمونے موجود ہیں + کبھی اسکی عصمت پر حملہ کیا جاتا ہے اور اسکی ذراسی بات کو بھی ایک بتنگڑ بنا کر پیش کیا جاتا ہے + غرض مرد و عورت کے مقابلہ میں اسکو نہایت ہی حقیر اور کمزور ثابت کیا ہے ہم نے خود اس مضمون کے لکھنے سے پہلے اور اب بھی اس سوال پر غور کیا ہے کہ وہ کیا بات اور وجہ تھی جسنے اس امر کا باعث کر دیا ذلیل اور حقیر بنا دیا + اور ایک ہی جرم کے ارتکاب پر کیوں مختلف نتائج نکالے گئے ہیں ہمکو تو اسکی وجہ بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ مرد نے قانون قدرت اور منشاء الہٰی کو توڑ کر یہ روا رکھا ہے ورنہ خدا تعالیٰ کی مجید کتاب جو ہر کا فیصلہ صاف صاف کیا ہے جیسا کہ آپ اپنے محل پر آئے گا۔

ہر قوم ہر چند کہ اسکی عقل طباعی اور صفائی ذہن کی قائل ہے ہر چند کہ اسکے وفادار رفیق القلب ہونیکو بھی کسی نہ کسی رنگ میں تسلیم کرتی ہے لیکن پھر تعجب ہے کہ ہر ایک قوم باینہمہ سب سے بڑھکر فتنہ پرداز دغاباز - مکار عورت ہی کو قرار دیتی ہے حالانکہ اگر مشاہدہ اور تجربہ سے کام لیا جاوے تو یہ فیصلہ جو عورت کے حق میں کیا جاتا ہے سراسر غلط اور بیدلیل نظر آئیگا - جائزہ خانوں میں دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مردوں کی تعداد زیادہ ہے یا عورتوں کی اور پھر اگر مقدمات کی روئیداد کو دیکھا جاوے تو یہ راز بھی بہت جلد کھل جائے گا کہ عورتیں جن جرائم میں بیزبانی سے پائی جاتی ہیں ان کا محرک دراصل مرد ہی ہے اور یہ بیچاری انکی ہی تحریک اور ترغیب سے اس روز بد کے دیکھنے والی ٹھیری ہیں اصل یہ ہے کہ مرد نے عورت کے متعلق جو فیصلہ دیا ہے وہ خود ہی دیا ہے اور یہ وہی بات ہے کہ کسی تصویر میں شیر کو آدمی نے گرایا ہوا تھا اور شیر سے آدمی نے پوچھا کہ تم نے اس تصویر کو دیکھا تو اس نے جواب دیا کہ یہ تصویر آدمی نے آپ ہی بنائی ہے بعینہ یہاں بھی وہی مثال صادق آتی ہے عورت کے متعلق مرد کا ذاتی فتویٰ اور اپنی رائے ہے جو اس نے آپ ہی مدعی بنکر تجویز کر لی ہے اور نہ یہ کہ کسی عادل منصف نے یہ فیصلہ دیا ہو

بلکہ

جب عادل منصف کے سامنے یہ سوال پیش ہوا ہے تو اس نے اس سوال کو ایسے طریق پر حل کیا ہے -

کہ دنیا میں اسکی نظیر نہیں مل سکتی

(باقی پانچویں نمبر میں)